عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۳ | یکم تا ۷/ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷/مئی ۲۰۰۴ء | شمارہ: ۵۲

قیمت: ۷ روپے

اسلام اور عورت

ایمان واخلاق

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی زندگی

امام ابو حنیفہؒ - ایک عظیم مصنف

اوکاڑہ میں قادیانیوں سے مناظرہ

جھوٹے نبی کا انجام:

س:...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امکانِ نبوت کا کوئی احتمال ہے؟ اسلامی تاریخ میں جھوٹے مدعیانِ نبوت کا کیا انجام ہوتا ہے؟ مرزا غلام احمد قادیانی کا انجام کیا ہوا؟

ج:...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا حصول ممکن نہیں، جھوٹے نبی کا انجام مرزا غلام احمد قادیانی جیسا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرتا ہے۔ چنانچہ تمام جھوٹے مدعیانِ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا۔ خود مرزا قادیانی منہ مانگی ہیضے کی موت مرا اور دم واپسیں دونوں راستوں سے نجاست خارج ہو رہی تھی۔

کلمہ شہادت اور قادیانی:

س:...... آپ سے ایک مرتبہ ایک سائل نے سوال کیا تھا کہ کسی غیرمسلم کو مسلم بنانے کا کیا طریقہ ہے؟ آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ:

''غیرمسلم کو کلمہ شہادت پڑھا دیجئے
مسلمان ہو جائے گا۔''

اگر مسلمان ہونے کے لئے صرف کلمہ شہادت پڑھ لینا کافی ہے تو پھر قادیانیوں کو باوجود کلمہ شہادت پڑھنے کے غیرمسلم کیسے قرار دیا جاسکتا ہے؟ ازراہ کرم اپنے جواب پر نظرِ ثانی فرمائیں۔ آپ نے تو اس جواب سے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا ہے۔ قادیانی اس جواب کو اپنی مسلمانی کے لئے بطور سند پیش کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کریں گے اور آپ کو بھی خدا کے حضور جوابدہ ہونا پڑے گا؟

ج:...... مسلمان ہونے کے لئے کلمہ شہادت پڑھنے کے ساتھ ساتھ خلافِ اسلام مذاہب سے بیزار ہونا اور ان کو چھوڑنے کا عزم کرنا بھی شرط ہے۔ یہ شرط میں نے اس لئے نہیں لکھی تھی کہ جو شخص اسلام لانے کے لئے آئے گا ظاہر ہے کہ وہ اپنے سابقہ عقائد کو چھوڑنے کا عزم لے کر ہی آئے گا۔ باقی قادیانی حضرات اس سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے کیونکہ ان کے نزدیک کلمہ شہادت پڑھنے سے آدمی مسلمان نہیں ہوتا بلکہ مرزا صاحب کی پیروی کرنے اور ان کی بیعت کرنے میں شامل ہونے سے ''مسلمان'' ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا نے انہیں یہ الہام کیا ہے کہ:

''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا
اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا
مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی
کرنے والا اور جہنمی ہے۔''

(تذکرہ طبع جدید ص۳۳۶)

نیز مرزا قادیانی اپنا یہ الہام بھی سناتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا
ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی
اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان
نہیں ہے۔'' (مرزا کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم)

مرزا صاحب کے بڑے صاحبزادے مرزا محمود صاحب لکھتے ہیں:

''کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود
کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں
نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ
کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہیں۔''

(آئینہ صداقت ص۳۵)

مرزا صاحب کے منجھلے لڑکے مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتے ہیں:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا
ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر
محمد کو نہیں مانتا، یا محمد کو مانتا ہے مگر مسیح موعود
(غلام احمد قادیانی) کو نہیں مانتا، وہ نہ صرف
کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج
ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۰)

قادیانیوں سے کہئے کہ ذرا اس آئینے میں اپنا چہرہ دیکھ کر بات کیا کریں۔

مرزا قادیانی کا کلمہ پڑھنے پر سزا کا گمراہ کن پروپیگنڈا:

س:...... میرے ساتھ ایک عیسائی لڑکی پڑھتی ہے۔ وہ اسلام میں دلچسپی رکھتی ہے۔ میں اسے اسلام کے متعلق بتاتی ہوں لیکن جب میں نے اسے اسلام قبول کرنے کو کہا تو وہ کہنے لگی کہ تمہارے یہاں تو کلمہ پڑھنے پر سخت سزا دی جاتی ہے، اخبار میں بھی آیا تھا۔ برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ میں اسے کیا جواب دوں؟

ج:...... اسے یہ جواب دیجئے کہ اسلام قبول کرکے کلمہ پڑھنے سے منع نہیں کرتے، نہ اس پر سزا دی جاتی ہے، البتہ وہ غیرمسلم جو منافقانہ طور پر اسلام کا کلمہ پڑھ کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں، ان کو سزا دی جاتی ہے۔

ختم نبوۃ

جلد:۲۲ شمارہ:۵۲ یکم تا ۷ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ مطابق ۲۱ تا ۲۷ مئی ۲۰۰۴ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست اعلیٰ
...واجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
...سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
...نا عزیز الرحمٰن جالندھری

...یر اعلیٰ
...م طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلال پوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
...ن: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان

اِس شمارے میں

اداریہ	4
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشرتی زندگی (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)	6
ایمان و اخلاق (مولانا شمس الحق ندوی)	10
اسلام اور عورت (ذیشان حیدر)	12
اوکاڑہ میں قادیانیوں سے مناظرہ (مولانا عبدالرزاق مجاہد)	15
امام ابوحنیفہؒ ..... ایک عظیم مصنف (مولانا عبدالقیوم حقانی)	17
اخبار عالم پر ایک نظر	21

زرتعاون بیرون ملک۔ امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۴۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۳۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۳۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک۔ فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے۔ سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲_۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

صدر دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
...ن روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Tr...
Old Numaish M.A. Jinnah Road, K...
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مسلمانوں کا قتل عام

دنیا بھر میں مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ زور و شور سے جاری ہے۔ مختلف المناک واقعات میں سال رواں کے آغاز سے لے کر اب تک ہزاروں بلکہ شاید لاکھوں مسلمان شہید ہو چکے ہیں۔ عراق، فلسطین اور افغانستان کے بعد اب نائیجیریا اور تھائی لینڈ میں بھی سینکڑوں مسلمان یہودی و عیسائی دہشت گردوں اور دیگر مذاہب کے شدت پسندوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کر چکے ہیں۔ نائیجیریا میں شہید ہونے والوں کی تعداد ریڈ کراس کے اعداد و شمار کے مطابق ۶۳۰ ہے جنہیں ایک مذہبی رہنما کے گھر کے عقب میں دفنایا گیا جبکہ مقامی کونسلر کا کہنا ہے کہ شہداء کی اصل تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ تھائی لینڈ میں ایک مسجد پر پولیس کے حملے اور مسلمانوں کے قتل عام کے بعد تین صوبوں میں پھیل جانے والے پرتشدد واقعات کے نتیجے میں قانون نافذ کرنے والے اداروں نے ۱۴۴ مسلمانوں کو شہید کر دیا۔ یہ واقعات اس حقیقت کی طرف نشاندہی کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے خلاف پورے عالم کا کفر اکٹھا ہو چکا ہے اور ہر غیر مسلم ملک مسلمانوں کے قتل عام میں برابر کا حصہ لے رہا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ بعض نام نہاد مسلم ممالک بھی بے غیرتی کی تمام حدود پار کر کے مسلمانوں کے قتل عام کی اس عالمی مہم کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ صرف ایک ماہ میں ہزاروں مسلمانوں کو تہ تیغ کیا جا چکا ہے۔ عالمی ضمیر مردہ ہو چکا ہے۔ اس کے تن مردہ میں صرف اس وقت جان آتی ہے جب کوئی یہودی، عیسائی، قادیانی یا کوئی اور غیر مسلم مرتا ہے۔ اس وقت عالمی ضمیر پورے زور و شور سے واویلا کرتا ہے۔ مغربی میڈیا اور دنیا کے دیگر ذرائع ابلاغ اس وقت اس کی چیخ و پکار کو بڑے غور سے سنتے ہیں اور اس کی حمایت میں اسلام اور مسلمانوں پر چڑھ دوڑتے ہیں۔ مغربی میڈیا بالخصوص اس بپھرے ہوئے وحشی کتے کی مانند ہو جاتا ہے جسے کسی بے ضرر خرگوش پر چھوڑ دیا گیا ہو۔ اس میڈیا کا رخ اسلام، مسلمانوں، دینی مدارس اور دیگر اسلامی اداروں کے خلاف بے بنیاد پروپیگنڈا مہم چلانے کی طرف ہو جاتا ہے۔ مظلوم مسلمانوں کی طرف سے دنیا کی توجہ اتنی کامیابی سے ہٹائی جاتی ہے کہ لوگوں کو بھول کر بھی خیال نہیں آتا کہ یہ میڈیا اس گروہ کا ترجمان ہے، جس نے مسلمانوں کی لاشوں کے اوپر اپنی فتح کے جھنڈے گاڑے ہیں۔ گویا وہی تماشہ ہوتا ہے جسے شاعر نے منظوم کیا ہے:

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

نام نہاد "مہذب دنیا" جس کا دامن لاکھوں مسلمانوں کے خون سے تر ہے، خود بھی اسلام کو "امن پسند مذہب" قرار دیتی ہے لیکن پیٹھ پیچھے چھرا گھونپنے کے طرز عمل کو بھی جاری رکھتی ہے۔ کل تک بعض مسلم ممالک کے حکمران "نئی دنیا" کے حامی تھے اور اس کے کاز کے علمبردار تھے تو انہیں ہر طرح نوازا جاتا تھا اور دشمن کے مقابلے پر بے اندازہ اسلحہ دیا جاتا تھا لیکن جب وہ ان کے لئے ناکارہ ہو گئے تو ان سے حکمرانوں سے ان ممالک کو آزاد کرانا "نئی دنیا کا قانون" ٹھہرا۔ اگر بات "آزادی" تک محدود رہتی تو شاید اسے مکافات عمل قرار دیا جاتا لیکن "آزادی" کے اس نام نہاد عمل کے دوران جن ہزاروں، لاکھوں مسلمانوں کو اپنی جانوں سے ہاتھ دھونے پڑے، مغربی حکمران بالخصوص "نئی دنیا" کے حکمران اس کا کیا جواب دیں گے؟ ایک فرد کی خاطر ہزاروں، لاکھوں بے گناہ انسانوں، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کو قتل عام کا نشانہ بنانا اور اس سے کہیں زیادہ تعداد کو بے گھر کر دینا "نئی دنیا" کا کون سا قانون ہے؟ کیا یہ ظلم و ناانصافی نہیں؟ کیا یہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں؟ کیا یہ عالمی معاشرے کو عہد جاہلیت میں دوبارہ دھکیلنے کی کوشش نہیں؟

دوسری طرف نائیجیریا اور تھائی لینڈ کی حکومتوں کو دیکھئے کہ وہ بھی بہیمیت اور وحشیانہ پن میں سفید طاغوت سے پیچھے نہیں رہے بلکہ ان کے شانہ بشانہ رہے۔ نائیجیریا میں تین، چار دن کے مختصر عرصہ میں ۶۳۰ جبکہ تھائی لینڈ میں محض ایک، دو روز میں ۱۴۴ مسلمانوں کو سفاکانہ انداز میں شہید کر دیا گیا۔ کیا ان دونوں ممالک کی حکومتیں اپنے انسانیت سے گرے ہوئے اس طرز عمل کی وضاحت کر سکتی ہیں؟ یہ مسلمان جو شہید ہوئے کوئی دہشت گرد نہیں تھے۔ یہ معاشرے کے عام افراد تھے۔ ان کا "جرم" بس مسلمان ہونا اور خدائے وحدہ لاشریک اور اس کے پاک رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھنا ہے۔

اس موقع پر ہم یہ کہنا چاہیں گے کہ مسلم امہ کو چاہئے کہ اقوام متحدہ سمیت تمام عالمی اداروں میں اس سفاکانہ قتل عام کے خلاف آواز اٹھانے کے ساتھ ساتھ ان تمام ممالک سے جواب طلبی کرے کہ انہوں نے مسلم اقلیت کا قتل عام کس بنیاد پر کیا؟ مسلم سربراہان کسی قسم کی نرمی سے کام نہ لیں بلکہ سختی سے ان ممالک کے سربراہان سے باز پرس کریں۔ اگر یہ سختی نہ کی گئی تو یہ سلسلہ چل نکلے گا اور ہر غیر مسلم ملک مسلمانوں کے لئے قتل گاہ بن جائے گا۔ ہم دنیا بھر کے عام مسلمانوں سے بھی یہ کہنا چاہیں گے کہ وہ مغرب اور دیگر غیر مسلم ممالک کے حوالے سے آنکھوں پر بندھی رواداری کی پٹی اتار پھینکیں اور انہیں اپنا دوست ملک سمجھنا ترک کردیں۔ وہ یہ بات یاد رکھیں کہ مغرب ایک خون آشام درندہ بن چکا ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ اس کی پیاس روئے زمین پر بسنے والے آخری مسلمان کے خون ہی سے بجھ سکتی ہے، وہ اس وقت تک مسلمانوں کا خون بہاتا رہے گا جب تک اسے یہ یقین نہ ہوجائے کہ وہ دنیا سے مسلمانوں کو ختم کرچکا ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں کو متحد ہوکر اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کے لئے کام کرنا چاہئے اور دنیا کے کسی بھی گوشے میں بسنے والے مسلمان کے ساتھ کسی ظلم و زیادتی یا قتل کی صورت میں ہر ممکن اقدامات اٹھانے چاہئیں اور ظالم کو ظلم سے ہر صورت میں روکنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ یہ دنیا بھر میں بسنے والے مسلمانوں کا اجتماعی فریضہ ہے۔

فرقہ واریت کا عفریت

ملک میں جاری فرقہ وارانہ فسادات کا تازہ ترین واقعہ کراچی میں سندھ مدرسۃ الاسلام میں واقع ''مسجد حیدری'' میں بم دھماکہ کی صورت میں رونما ہوا جس کے نتیجے میں متعدد افراد ہلاک ہوئے۔ فرقہ وارانہ فسادات میں تسلسل اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ کوئی مخفی قوت پوری پلاننگ اور سوچ بچار کے ساتھ معاشرے میں فرقہ واریت کے درخت کی آبیاری کررہی ہے اور اس بات کی خواہاں ہے کہ فرقہ واریت ملک سے کبھی بھی ختم نہ ہو۔ سانحہ کوئٹہ کی گونج ابھی مدھم ہی پڑی تھی کہ یہ نیا واقعہ رونما ہوگیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ انتظامیہ ان واقعات کے سدباب میں سنجیدہ نہیں ورنہ ناممکن ہے کہ اتنے طویل عرصے میں فرقہ واریت کے اسباب و عوامل کو تلاش نہ کیا جاسکے اور فرقہ وارانہ فسادات کے ذمہ داران کو کیفر کردار تک نہ پہنچایا جاسکے۔ جن نادان افراد نے بعض مخفی قوتوں کے ہاتھوں کھلونا بن کر فرقہ وارانہ فسادات اور بم دھماکوں کا بیڑا اٹھایا ہوا ہے انہیں سوچنا چاہئے کہ یہ جو کچھ وہ کررہے ہیں اس سے دین یا دنیا کا کیا فائدہ ہے؟ کیا چند ٹکوں کے حصول کے لئے اپنے جیسے انسانوں کا خون بہانا یا انہیں بم سے اڑا دینا کسی ذی عقل کے نزدیک درست ہے؟ دین اس قسم کی کسی حرکت کی اجازت نہیں دیتا جس میں کسی بے گناہ کو ماردیا جائے خواہ وہ بے گناہ مسلمان ہو یا کافر۔ اس لئے فرقہ واریت میں ملوث افراد کو بھی اپنی ان اوچھی حرکتوں سے باز آجانا چاہئے۔ دین کا نام ایسے مواقع پر استعمال کرنا انتہائی ناپسندیدہ ہے۔ اپنے ذاتی مفادات کے حصول کے لئے دین کے نام کو استعمال کرنا اور دین کو بدنام کرنا کسی طرح روا نہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حکومت کو چاہئے کہ وہ ہر صورت میں فرقہ وارانہ فسادات میں ملوث افراد کی بیخ کنی کرے اور انہیں کیفر کردار تک پہنچائے۔ بعض طبقات نے یہ خدشہ ظاہر کیا ہے کہ قادیانی گروہ ملک میں امن وامان، ملکی سالمیت اور بھائی چارے کے فروغ کے خلاف کام کررہا ہے۔ اس لئے دہشت گردی کی ان وارداتوں کا سراغ لگانے کے لئے قادیانی گروہ کی نگرانی کی جائے اور مستقبل میں ایسے واقعات کے سدباب کے لئے قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھی جائے۔

ضروری اعلان

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کے اندرون و بیرون ملک کے تمام قارئین کے نام بقایا جات کی ادائیگی کے سلسلے میں یاد دہانی کے خطوط ارسال کئے جاچکے ہیں۔ جن حضرات کے نام بقایا جات واجب الادا ہیں وہ فوراً اپنی رقم بنام ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کراچی بذریعہ منی آرڈر، چیک یا ڈرافٹ ارسال فرما کر ممنون فرمائیں۔ پنجاب کے بعض علاقوں سے یہ شکایات موصول ہورہی ہیں کہ پوسٹ مین اضافی چارج وصول کرتے ہیں جبکہ ہفت روزہ ختم نبوت رجسٹرڈ رسالہ ہے جسے پاکستان پوسٹ آفس کی جانب سے ڈاک کے رعایتی نرخ یعنی ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ کی سہولت حاصل ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ رسالہ پر ایک روپے کا ڈاک ٹکٹ لگے ہونے کی صورت میں کسی قسم کا اضافی چارج ڈاکیہ کو ہرگز نہ دیا جائے۔

نوٹ: خط و کتابت کرتے وقت اپنے خریداری نمبر کی وضاحت ضرور فرمائیں۔ (ادارہ)

نبی اکرم ﷺ کی معاشرتی زندگی

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ شریعت اسلامی کا اہم ماخذ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان کی زندگی کے لئے واجب التقلید نمونہ ہے' اس سے ایک طرف شریعت کے بہت سے احکام و ہدایات ملتی ہیں' تو دوسری طرف اسی سے ہم کو اسلامی زندگی کا مثالی نمونہ بھی ملتا ہے۔ اس حیات طیبہ کو سن کر اور پڑھ کر مسلمان کا دل و دماغ جو کچھ اخذ کرتا ہے' اس سے اس کی دنیا بھی بنتی ہے اور دین بھی بنتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کیا اور آپؐ نے جو دیکھا اور ہونے دیا' ان سب کو حدیث کا نام دیا جاتا ہے اور حدیث شریعت اسلامی کا ایک بہت بڑا ستون ہے' لہٰذا ایک مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کا جی لگا کر مطالعہ کرے' اپنے جلسوں میں' تقریروں میں' گفتگو میں ان کی باتوں کا چرچا کرے' ان باتوں سے سبق لے اور ان کے مطابق عمل کرنے کی کوشش کرے جن کو مستند کتابوں میں نقل کیا گیا ہے اور جن کا انسانی زندگی سے گہرا تعلق ہے' خواہ وہ زندگی دین کے معاملات کی ہو خواہ دنیا کے معاملات کی۔

لیکن افسوس ہے کہ مسلمانوں کی توجہ اس کی طرف بہت کم ہے' ربیع الاول آتا ہے' سیرت النبیؐ کے جلسوں کی رونق آجاتی ہے' یہ جلسے بہت مبارک ہیں اور ضرور کرنا چاہئیں' لیکن اس بات کی فکر بھی بہت ضروری ہے کہ ان جلسوں سے صحیح فائدہ اٹھایا جائے' شرکت کرنے والوں کی اخلاقیات درست ہوں اور وہ ان سے سیکھیں اور نصیحت حاصل کریں۔

اس سلسلہ میں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ کتنے لوگوں کی زندگیوں میں ان کے سننے اور جاننے سے تبدیلی آئی' کتنے لوگوں کی زندگی شریعت اسلامی کے سانچے میں ڈھلی' اگر ایسا نہیں ہوا تو پھر اس کا مطلب ہے کہ جلسہ کرنے والوں میں کوئی نہ کوئی بے خیالی ہے کہ جو فائدہ حاصل کر سکتے تھے وہ حاصل نہ کر سکے اور اس مقصد کو پورا نہ کر سکے' جس مقصد کے نام پر یہ جلسے کئے جاتے ہیں' وہ صرف معجزات یا ایسے کمالات کے بیان میں محدود ہو کر رہ گئے جن پر آپ کے امتیوں کا عمل ممکن نہیں یا بہت ہی مشکل ہے' دیکھنے میں یہ آرہا ہے کہ نہ مقررین اس کا خیال کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے نصیحت آمیز پہلوؤں کو بیان کریں اور نہ سامعین کو اس کا شوق کہ وہ باتیں سنیں جن سے ان کو سبق ملتا ہو' ہاں چمک دمک' ذوق و پسند کی باتوں سے خوش کن جلسہ تو ہو جاتا ہے' لیکن اس سے فائدہ پہنچنے کی طرف دھیان دینے کی ضرورت ہے۔ اگر ان سب میں حیات طیبہ مبارکہ کی عملی روح بیان کی جاتی اور حیات طیبہ کا مقصد چمکتا نظر آتا تو زندگیوں کو روشن کر دیتا اور اعمال کی اصلاح کر دیتا' جس کی اس وقت امت کو بہت ضرورت ہے اور امت اس سے بہت ہٹ گئی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پروردگار کے محبوب اور عظیم المرتبت نبی تھے' اللہ تعالیٰ چاہتا تو آپ ناز و نعم میں زندگی گزارتے اور آرام و راحت کے ساتھ اپنی نبوت کی ذمہ داری پوری کرتے' شان و شوکت بھی نظر آتی' عظمت و قوت بھی خوب ظاہر ہوتی' لیکن ایسا نہیں ہوا' آپ نے غربت جیسی سادہ طرز کی زندگی گزاری' نہ اس میں دولت مندی کا اظہار تھا اور نہ شان و عظمت کا دکھاوا' بلکہ واقعہ یہ ہے کہ آپ کو زندگی کی بہت صعوبتیں برداشت کرنا پڑیں' مصیبتیں جھیلنا پڑیں اور یہ سب دعوت حق کو عام کرنے کے لئے' اللہ کا پیغام پہنچانے کے لئے' انسانوں کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کرنے کے لئے اور اپنی امت کو زندگی کے رضائے الٰہی والے طریقوں کو بتانے کے لئے گوارا کرنا پڑا' خود تکلیف اٹھاتے' دوسروں کو آرام پہنچاتے' غریبوں کی مدد کرتے' سب کے ساتھ برابری اور اخلاق کے ساتھ پیش آتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں جب تشریف لائے تو پیدا ہونے سے قبل اور پیدا ہونے کے چند سال بعد والد اور والدہ کی شفقتوں سے محرومی برداشت کرنے پڑی' ذرا بڑے ہوئے تو شفیق دادا بھی نہ رہے' صرف چچا کی ہمدردی و شفقت باقی رہی' لیکن چچا کو غربت کا سامنا تھا' لہٰذا آپ کو بھی غربت کا سامنا کرنا پڑا' یتیمی پھر غربت' دوہری دشواری' آپ کچھ بڑے ہوئے تو معاشی لحاظ سے اپنے پیروں پر کھڑا ہونے کی تدبیر کی' آپ نے اپنے قبیلہ کے دستور کے مطابق کاروبار و تجارت کی طرف توجہ دی'

آپ کی ذہانت وامانت رنگ لائی اور تجارت کے ذریعہ آپ کے اقتصادی حالات میں تبدیلی آئی اس سے آپ نے شفیق چچا کی مدد بھی کی اور دوسری طرف ان کے ایک صاحبزادہ کو آپ نے اپنی کفالت میں لے کر ان کے بوجھ کو ہلکا کیا' دوسری طرف قوم کے سامنے آپ کے جو اعلیٰ انسانی اخلاق وکردار آئے ان سے آپ کو سب کی محبت وقدر حاصل ہوئی' آپ کا نام سب نے امانتدار رکھ دیا تو آپ سب کی آنکھوں کا تارہ بن گئے ہر ایک بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتا تھا' لیکن جب نبوت کی ذمہ داری ڈالی اور اس کا کام سپرد ہوا' اس کام کے کرنے سے لوگوں کا رویہ بدل گیا' آپ کے درپے آزار بن گئے اگر پہلے جیسے رہتے تو قریش میں آپ سے زیادہ پسندیدہ اور محترم شخص کوئی اور نہ ہوتا' آپ قریش کے بادشاہ کی طرح ہوجاتے اور آپ کو دنیاوی وجاہت انتہا درجہ کی حاصل ہوتی' آپ جو کہتے قریش اس کو بجا لاتے' آپ کے لئے سب اپنی نگاہیں فرش راہ کرتے' لیکن خدا کو آپ سے نبوت واصلاح کا کام لینا تھا' آپ کو حکم ہوا کہ قوم کے عقیدوں اور مذہبی عادتوں کی جو بگڑی ہوئی شکلیں چل رہی تھیں' ان کی اصلاح کا پیغام سنائیں' آپ نے رسالت کی ذمہ داری اٹھائی اور اس کی انجام دہی سے جو تکلیفوں کا سلسلہ شروع ہونا تھا' اس کے لئے تیار ہوگئے' آپ کو آرام مطلوب نہ تھا' آپ کو انسانوں کی خیر خواہی مطلوب تھی' چنانچہ عداوت کا جو طوفان اٹھا وہ زبردست تھا' آپ کو امانتدار اور نیک کردار کہنے والے اور عزت واحترام سے پکارنے والے بگڑ گئے' پہلے جو تعریف کرتے تھے اب برائی کرنے لگے' پہلے آنکھوں میں بٹھانے کے لئے تیار رہتے تھے اب پتھر مارنے لگے' عزت کرنے والے مذاق اڑانے لگے' گندگی اور کیچڑ ڈالنے لگے' آپ نے یہ سب جھیلا اور پیغام خداوندی سناتے رہے' حق وانسانیت کے لئے حکم الٰہی کی بجاآوری کے لئے سب برداشت کرتے' جواب نہ دیتے' صبر آزما معاملہ تھا' لیکن آپ نے عظیم صبر سے کام لیا' برداشت سے باہر تھا' پھر بھی برداشت کیا' کیونکہ حکم الٰہی تھا کہ برداشت کرو' جواب نہ دو' مخالفت کے باوجود نیکی کی تلقین کرتے اور حق کا پیغام پہنچاتے رہے۔

تیرہ سال اسی جدوجہد اور صبر میں گزرے اور برداشت اور صبر کا حکم جاری رہا' حتیٰ کہ وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور دوسری جگہ منتقل ہونا پڑا' آخر خدا کی طرف سے اجازت ملی کہ بہت ظلم ہوچکا اب جواب دے سکتے ہو' اب مقابلہ پڑے تو مقابلہ کرسکتے ہو' اللہ کی مدد ہوگی' یہاں سے مقابلہ کا آغاز ہوا اور اللہ تعالیٰ کی جو مدد تکلیف جھیلنے اور برداشت کرنے میں آتی تھی وہ مقابلہ کی اجازت کے بعد جاری رہی اور میدان جنگ میں آئی' آپ پر دشمن حملہ آور ہوتا' آپ کے نئے وطن مدینہ پر چڑھائی کرتا' آپ مقابلہ کرتے اور بہادری کا ثبوت دیتے' یہ سب حق کے لئے تھا' اپنے پروردگار کی رضا کے حصول کے لئے تھا' نفس کشی تھی' راحت کی قربانی تھی' مکہ کی تیرہ سالہ مدت میں بھی قربانی اور مدینہ کی دس سالہ مدت میں بھی خطرات کا مقابلہ اور قربانی' اعلیٰ اور پاکیزہ زندگی' انسانیت' رواداری' برداشت' ثابت قدمی' بہادری' شرافت وعظمت' کردار کے طرح طرح کے انداز' یہ تھی انسانیت نواز مثالی زندگی۔

آپ کی ایک ایک ادا' ایک ایک گوشہ آپ کی امت کے لئے رہنما اصول تھا' نمونہ تھا' کردار کا اور روادارانہ زندگی کے متنوع مختلف پہلوؤں پر مشتمل تھا' آپ اپنے رفقاء کے ساتھ ایک نہایت ہمدرد اور انس ومحبت رکھنے والے رفیق تھے' عام انسانوں کے لئے غمگسار اور انسانیت نواز انسان تھے' کمزوروں' غریبوں کی مدد کرنے والے' چھوٹوں پر شفیق' بڑی عمر والوں کی عمر کا خیال کرنے والے' گھر کے اندر گھر کے ایک عام فرد' اپنے اصحاب ورفقاء میں ان کے احساسات وجذبات کا خیال رکھنے والے تھے' آپ کی تعلیم تھی کہ چھوٹے اور بڑے دونوں ایک جگہ ہوں تو بڑے کے بڑا ہونے کا خیال کرو۔

بچوں کے ساتھ شفقت ورعایت کا یہ حال تھا کہ ایک بچہ ابوعمیر تھا' اس کے پاس ایک چڑیا تھی جو مرگئی تھی' آپ اس سے ملے تو اس سے ہمدردانہ طریقہ سے پوچھا: اے ابوعمیر! تمہارا پرندہ نغیر کیا ہوا؟ آپ کو کوئی بوڑھی عورت راستہ میں روک لیتی اور اپنی بات کہتی رہتی' آپ سنتے رہتے اور اس کا دل چھوٹا نہ کرتے' آپ اپنے رفقاء کے ساتھ ہوتے تو ان سے انس ودلچسپی کی بات کرتے' ایک مرتبہ ایک بوڑھی عورت نے آپ سے جنت میں جانے کی دعا کی درخواست کی تو آپ نے فرمایا کہ بوڑھی عورت جنت میں نہ جائے گی' وہ روتی ہوئی لوٹنے لگی' حضورؐ نے فرمایا: اس سے کہہ دو کہ جنت میں بڑھاپے کی حالت میں نہیں داخل ہوگی' ایک شخص نے آپ سے اپنی ضرورت کے لئے اونٹ مانگا' آپ نے ازراہ مزاح فرمایا کہ تمہیں اونٹ کا بچہ دوں گا' وہ کہنے لگا: اے اللہ کے رسول! بچے سے میرا کام نہ چلے گا' آپ نے فرمایا: ہر اونٹ اونٹ کا بچہ ہی تو ہوتا ہے۔

ایک مرتبہ رات کا وقت تھا اور کوئی خطرناک آواز آئی جیسے کوئی دشمن ہو یا خوفناک جانور' آپ نے تحقیق کے لئے اپنے رفقاء کی طرف دیکھا' وہ گھوڑے سے تھے۔ آپ نے فرمایا: میں خود جاکر دیکھتا ہوں اور آپ نے کسی پر دباؤ نہیں ڈالا بلکہ خود جاکر دیکھا اور تحقیق کرکے تشریف لائے۔

اسلام میں ضرورت محسوس ہونے پر ایک سے زیادہ بیویاں رکھنے کی اجازت دی گئی ہے جو عام مسلمانوں کے لئے چار کے اندر محدود رکھی گئی ہے البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ کی اجازت دی گئی لیکن آپ نے عنفوان شباب کا سارا زمانہ صرف ایک بیوی کے ساتھ گزارا اور وہ بھی آپ سے عمر میں بڑی تھیں' بعد میں نبوت کے کام

کے ساتھ حکومت و سیاست، صلح و جنگ اور دیگر معاملات کی ذمہ داریاں آپ کی بہت بڑھ گئیں، اس وقت آپ نے کئی بیویوں کی اجازت سے فائدہ اٹھایا اور اس اجازت سے آپؐ نے بہت سی پیچیدگیوں کو حل کرنے میں بھی مدد لی آپؐ نے اس کے ذریعہ یہ بھی دکھایا کہ اسلام میں ذات پات، سماجی پوزیشن اور رواجی عادتوں کے فرق کی بنیاد پر انسانوں کے درمیان فرق نہیں کیا جاتا، چنانچہ آپؐ نے اپنی ازواج مطہرات میں اپنے معزز خاندان کی اور دیگر خاندانوں کی بھی بیویاں شامل کیں، آپؐ نے نومسلم خاتون کو بھی داخل زوجیت کیا، باندی بن کر آنے والی خاتون کو بھی آزاد کر کے داخل زوجیت کیا، اپنے متبنیٰ کی مطلقہ کو بھی شامل کیا جو کہ عرب کے معاشرے میں غلط سمجھا جاتا تھا، لیکن خدا کا حکم آیا کہ متبنیٰ کو بیٹے کی طرح نہ سمجھا جائے اور اس کو بیٹے کے حقوق بھی نہ دیئے جائیں، چنانچہ آپؐ نے عرب معاشرے کے متبنیٰ کے غلط رواج کو توڑا۔

آپؐ نے ایسی شادیاں بھی کیں، جن میں تعلق والوں کی دلداری مقصود تھی، ایسی بھی شادی کی جس سے غلط رواج کو باطل کرنا تھا، ایسی بھی کی جس میں دوسروں کی خدمات و تعلق کا صلہ تھا، پھر ان سب کے درمیان ایسا انصاف اور برابری کا برتاؤ کیا کہ جو اپنی نظیر آپ ہے، اپنی پسند کو باعث ترجیح نہیں بنایا، مدینہ منورہ میں فدک و خیبر میں آپ کو کچھ جائیداد حاصل ہوگئی تھی، فصل پر اس کا غلہ آتا تو آپؐ وہ اپنی تمام ازواج مطہرات میں برابر تقسیم کر کے ہر ایک کو اس کے حصہ کا مالک بنا دیتے تھے، آپ اپنے دنوں اور راتوں کو ازواج مطہرات میں برابری کے ساتھ تقسیم کرتے تھے اور اس میں ہر ایک کا حق پورا ادا کرتے تھے اور جب آپ کا آخری مرض ہوا تو بیماری کے تقاضے سے آپ نے ایک ہی گھر میں رہ کر علاج کرانا مناسب سمجھا۔

جب آپ سفروں میں جاتے تو کسی ایک بیوی کو ساتھ لے جاتے اور ایسے میں خود اپنی مرضی و پسند سے انتخاب نہ کرتے بلکہ قرعہ ڈالتے، جس کا نام نکلتا اس کو لے جاتے، آپ اپنے اہل خانہ کے لئے اس طرح اخلاق و محبت کا برتاؤ کرتے، جیسا شوہر کو بیوی کے ساتھ کرنا چاہئے، نبی ہونے کی بنا پر اس سے برتری کے طرز پر معاملہ نہ کرتے، بیوی کے انس و خوشی کا لحاظ رکھتے، ایک مرتبہ کچھ حبشی جنگجو اپنے ملک کے جنگی کرتب آپ کے مکان کے سامنے دکھا رہے تھے، آپؐ نے اپنی اہلیہ کو بھی دکھایا، بلکہ دروازہ پر کھڑے ہو کر آڑ بنا دی اور اپنے کاندھے کے بیچ سے ان کو دیکھنے کا موقع دیا، آپ ایک بار بچوں کو پیار کر رہے تھے، ایک صحابی کو تعجب ہوا کہ آپؐ نبی جیسے باوقار منصب پر ہونے کے باوجود یہ عام لوگوں جیسا معاملہ کر رہے ہیں، لیکن آپ نے فرمایا کہ یہ رحم و شفقت کا جذبہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے دلوں میں رکھا ہے، اس کو دبانا نہ چاہئے، آپؐ کے ایک نواسہ کا انتقال ہوا تھا جو بچہ تھا، آپ کی صاحبزادی نے آپ کو بلوایا، آپؐ تشریف لائے، بچے کو گود میں لیا، آپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، خود آپ کے صاحبزادہ کا بھی انتقال ہوا، آپؐ نے اپنے جذبات غم کو اپنے آنسو سے ظاہر کیا اور فرمایا کہ میرا دل بڑا غمزدہ ہوا، مسرت کے موقع پر مسرت کا اظہار ہوتا تھا، ایک غزوہ میں فتح کے موقع پر حضرت جعفرؓ جو آپؐ کے چچازاد بھائی تھے اور آپ کو ان سے تعلق بھی بہت تھا، ہجرت حبشہ میں ایک عرصہ رہنے کے بعد آئے تو آپؐ نے مسرت و کیفیت کے ساتھ فرمایا کہ میرے لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ مجھے اس جنگ میں فتح سے زیادہ خوشی ہوئی یا جعفرؓ کے آنے سے زیادہ خوشی ہوئی۔

آپؐ اپنے رشتہ داروں سے محبت کے ساتھ ساتھ تمام صحابہ کرامؓ سے بلکہ تمام انسانوں کے ساتھ بھی ہمدردی، محبت اور رواداری کا برتاؤ فرماتے، کبھی اپنی ذات کے لئے کسی پر غصہ نہ کرتے، خواہ آپ کا کیسا ہی نقصان ہوا اور اذیت پہنچے، آپؐ نے کبھی آپؐ کا کوئی کام کرنے والوں کو ان کی غلطی پر مارا نہیں، اپنے کسی صحابیؓ کی کسی غلطی پر ڈانٹا نہیں، ہاں اگر اسلام اور دین کے معاملہ میں کوئی غلطی کرتا تو آپ بہت ناراض ہوتے، ایک مرتبہ آپؐ اپنے آخری زمانہ میں یہ فرمانے لگے کہ دیکھو! اگر کسی کو مجھ سے کوئی تکلیف پہنچی ہو، میری طرف سے اس کے ساتھ کوئی زیادتی ہوئی ہو تو وہ اس کا بدلہ اسی زندگی میں لے لے، آخرت پر اٹھا نہ رکھے، اس پر ایک صحابیؓ نے کہا: اے اللہ کے رسول! ایک مرتبہ آپ کا کوڑا میری پیٹھ پر لگ گیا تھا، اس پر آپؐ نے اپنی پیٹھ کھول دی کہ اس پر کوڑا مار لو، وہ صحابی کوڑا کیا مارتے، لپٹ گئے اور مبارک پیٹھ کو چوم لیا۔

اپنے رفقاء کے ساتھ آپ اتنے بااخلاق تھے کہ کوئی فائدہ کی بات ہوتی تو اپنے ساتھی کو ترجیح دیتے، آگے بڑھاتے، ذمہ داری اور مشقت کی بات ہوتی تو خود آگے بڑھ آتے، آپؐ نے اعلان فرما دیا تھا کہ انتقال کرنے والا جائیداد چھوڑ جائے تو وہ اس کے وارثوں کی ہے اور اگر قرضہ چھوڑ جائے تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔

آپؐ کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ کی بہت چہیتی بیٹی تھیں، ہمیشہ ساتھ رہتی تھیں، دوسری صاحبزادیوں کی طرح اپنے شوہروں کے ساتھ علیحدہ نہیں رہیں، کیونکہ ان کے شوہر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو آپؐ نے اپنے بیٹے کی طرح رکھا تھا، پھر داماد بنایا، وہ ساتھ میں رہتے تھے لیکن بیٹی کے چہیتی ہونے کے باوجود آپؐ نے ان کو دولت و ثروت نہیں عطا کی، نہ ایسا انتظام فرمایا کہ وہ کسی خادمہ کو رکھ سکیں، وہ گھر کا سارا کام اور شوہر کی خدمت اپنے ہاتھوں سے کرتی تھیں، پانی بھی خود بھر کر لاتی تھیں، آپؐ نے ان کو کوئی خادم یا خادمہ مہیا نہیں کیا، حالانکہ خادم اور خادمائیں آتی تھیں اور آپ دوسروں کو دیتے تھے، حضرت فاطمہؓ نے عرض بھی کیا، آپؐ نے

ان کو کچھ پڑھنے کو بتادیا مگر خادمہ نہیں دی' حالانکہ یوں بہت محبت وشفقت کرتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بھی بہت خیال فرماتے تھے ایک بار حضرت علیؓ کو حضرت فاطمہؓ سے کچھ ناگواری ہوئی' جیسی شوہر و بیوی کے درمیان کبھی کبھی ہوجاتی ہے' حضرت علیؓ مسجد میں جا کر لیٹ گئے آپؐ کو معلوم ہوا تو خود منانے تشریف لے گئے' حالانکہ حضرت علیؓ آپؐ سے بہت چھوٹے تھے آپؐ نے ان کی پرورش بچپن سے کی تھی لیکن آپؐ نے ان کو محبت کے ساتھ جگایا' فرمایا: ارے تمہارے جسم میں مٹی بھر گئی ہے' اٹھو! کوئی غصہ نہیں کیا اور نہ اپنی صاحبزادی کی طرفداری میں ان کو سخت بات کہی۔

آپؐ بات کرنے والے کی بات اخلاق و ہمدردی کے ساتھ سنتے تھے' وہ کچھ مانگتا اور وہ چیز موجود ہوتی تو ضرور دے دیتے تھے' خواہ خود کو تکلیف ہوجائے' ایک مرتبہ ایک نئی شال آپؐ کے پاس آئی' کسی نے مانگ لی' آپؐ نے اسی وقت اس کو دے دی' حالانکہ آپؐ کو ضرورت بھی تھی اور جب مانگنے والے کو دینے کے لئے آپؐ کے پاس کچھ نہ ہوتا تو نرم کلامی اور ہمدردی کے ساتھ اس کو واپس کرتے۔

آپؐ اپنے صحابہ میں یوں گھل مل کر رہتے اور بات کرتے کہ نہ جاننے والوں کو پریشانی ہوجاتی کہ: ع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں' ہجرت مدینہ کے موقع پر جب قبا پہنچے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپؐ کے ساتھ دیکھنے والے نہ پہچان سکے کہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں' جب حضرت ابوبکرؓ نے دھوپ سے آڑ کردی' تب لوگوں کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ ہوں گے جن پر دھوپ کی وجہ سے چادر تانی گئی۔

ضرورت مندوں کی مدد میں اس قدر بڑھے ہوئے تھے کہ اس کی مثال نہیں ملتی' اس کے ساتھ ساتھ اپنے رب کی عبادت اور خوشنودی کے لئے جو زیادہ سے زیادہ ہوسکتا تھا وہ کرتے تھے رات کو تہجد اتنی دیر تک پڑھتے کہ پیروں میں ورم آجاتا' نفل روزے اتنے رکھتے کہ بعض وقت ایک ایک مہینہ گزر جاتا اور رمضان میں عبادات اور غریبوں کی مدد اپنی انتہا کو پہنچ جاتی' ایک مرتبہ ایک صحابیؓ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول! آپ عبادت میں اتنا کیوں اپنے کو کھپاتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے پچھلے گناہ سب اللہ تعالیٰ نے معاف کردیئے ہیں' آپؐ نے فرمایا کہ کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں۔

وسیع القلب اتنے تھے کہ مکہ میں تیرہ سال سخت تکلیف دیئے جانے کے باوجود جب مکہ پر آپ کا غلبہ ہوا اور آپ شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے اور وہ لوگ سامنے آئے' جنہوں نے آپ کو تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی تھی' سازش کرکے رات میں قتل کردینے کی بھی تدبیر کی تھی' آپؐ نے فرمایا: جاؤ سب آزاد ہو' میں انتقام نہیں لیتا۔

دس سال مکہ میں ایذا دیئے جانے کے بعد طائف تشریف لے گئے تھے کہ وہاں کوئی بااثر شیخ قبیلہ اگر آپؐ کی بات کو قبول کرلے تو اس سے مکہ میں آپ کو تقویت و حفاظت مل سکے گی' لیکن وہاں کے سرداروں نے مکہ کے سرداروں کا سا ہی رویہ اپنایا' آپ کو شہر سے نکال دیا' اوباش لڑکے پیچھے لگادیئے جو پتھر مارتے تھے آپ کی اس کسمپرسی اور بے کسی پر پروردگار کو بہت رحم آیا اس نے فرشتہ بھیجا کہ آپ کہیں تو ان طائف والوں کے اوپر ان کے دونوں جانب کے پہاڑوں کو ملا دیا جائے اور ان کا خاتمہ کردیا جائے' آپ راضی نہ ہوئے اور فرمایا کہ اگر یہ بات نہیں مانتے تو کیا عجب ہے کہ ان کے بعد آنے والی نسل بات مان لے اور مسلمان ہوجائے' اور سخت تکلیف اٹھانے کے باوجود انتقامی طریقہ اختیار نہیں کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بحیثیت نبی کے بہت اونچا ہے' لیکن اسی کے ساتھ بحیثیت انسان کے اخلاق' محبت' ہمدردی' انسان نوازی' خوش اخلاقی' خاکساری' تواضع' مہمان داری' غرباء پروری' مصیبت زدوں کے ساتھ ہمدردی بھی انتہائی بڑھی ہوئی تھی' ایک طرف آپؐ نبوت کے کمالات کا مظہر تھے اور دوسری طرف انسانی خوبیوں کا اعلیٰ پیکر تھے' ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ دونوں پہلوؤں سے کرنا چاہئے' ایک طرف یہ کہ اس سے ہم کو شریعت کی تعلیمات ملتی ہیں جن پر عمل کرکے خدا کو راضی کرسکتے ہیں اور اپنی آخرت بناسکتے ہیں' دوسری طرف یہ کہ انسانی وبشری خوبیوں اور خصلتوں کے کیسے کیسے اعلیٰ نمونے سامنے آتے ہیں' جن کے اختیار کرنے سے دنیاوی اعتبار سے اور سماج کے اندر ہم ایک اعلیٰ خصلتوں کے انسان بن سکتے ہیں۔

ہم صرف روشنی کرکے اور صرف معجزات بیان کرکے خود اپنے کو بہت خوش تو کرلیتے ہیں' لیکن رسول پاک کو خوش کرنے کے لئے یہ روشنی اور شاندار مظاہرے مفید نہیں' مفید تو آپ کی حیات طیبہ کے اخذ فیض سے آپ کی سنت کی اتباع کرنا ہے' انسانوں کے لئے ہمدردی اور محبت وعنایت کا اختیار کرنا ہے' ہم کو دیکھنا چاہئے کہ ہم اپنے ذوق کی تسکین اور دکھاوا کرنا چاہتے ہیں یا رسول پاک کی خوشی کے کام کرنا چاہتے ہیں؟ ہمیں سیرت پاک کی محفلوں میں اتباع سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ضرور سامنے لانا چاہئے تاکہ آخرت میں آپؐ سے اگر ملاقات مقدر ہو تو آپ یہ نہ فرمائیں کہ تم نے ہم کو تو خوش نہیں کیا' صرف اپنے کو ہی خوش کرتے رہے اور شان وشکوہ سے اپنا دل بہلاتے رہے اور ہماری سنتیں مٹتی رہیں' کتنے غریب غربت برداشت کرتے رہے اور دولت مند دولت کو صرف ذوق اور دکھاوے میں اڑاتے رہے' امت پریشان رہی اور خوشحال لوگ مزے اڑاتے رہے۔

☆☆.........☆☆

ایمان واخلاق

مولانا شمس الحق ندوی

اس وقت پورا عالم انسانی سنگین صورتِ حال سے دوچار ہے' کوئی دیہات اور گاؤں' شہر اور قصبہ' ملک اور براعظم ایسا نہیں جہاں انسانی معاشرہ خوف اور بے یقینی کی زندگی نہ گزار رہا ہو' کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں انسان' انسان سے ٹکرا نہ رہا ہو' اس کو جلا اور مار نہ رہا ہو' برادریاں' برادریوں سے باہم دست وگریباں ہیں' پارٹیاں' پارٹیوں پر دانت پیس رہی ہیں اور ایک دوسرے کو ناکارہ و ناکام ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔ ملک' ملکوں سے شاکی ہیں اور ایک دوسرے کو زیر کرنے کی کوشش و تدبیر میں لگے ہوئے ہیں۔ غرض یہ کہ پورا عالم انسانی میدان جنگ میں تبدیل ہو گیا ہے' اس کی نحوست و انجام بد کے طور پر حوادث وآفات ارضی وسماوی کی بھی کوئی حد نہیں رہ گئی ہے۔ ٹرینیں آپس میں ٹکرا رہی ہیں' بسیں اور سواریاں ٹکرا رہی ہیں' بھرے ہوئے جہاز اس طرح زمین پر گر کر بکھر رہے ہیں جیسے کوئی دست غیب غیظ وغضب میں پٹخ رہا ہو' کہیں سمندروں میں طوفان اور دریاؤں میں طغیانی ہے' کہیں زمین خشک اور پیاسی ہے' اس کا سبزہ جھلس کر رہ گیا ہے' کہیں زمین پر لرزہ طاری ہے' وہ ہل رہی ہے اور ڈگمگا رہی ہے۔ مکان گر رہے ہیں اور تباہ ہو رہے ہیں' انسان دب کر مر رہے ہیں' لوگ کہتے ہیں کہ زلزلہ آیا ہے۔ یہ سب ہمارے کرتوت ہیں:

"خشکی اور تری میں لوگوں کے
اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے۔"

یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے' اس کے کیا اسباب اور وجوہ ہیں۔

ایک پارٹی کہتی ہے کہ حکمراں پارٹی نکمی ہے اس لئے ایسا ہو رہا ہے' دوسری پارٹی کہتی ہے کہ حزب اختلاف کی ریشہ دوانیوں سے یہ دن دیکھنے پڑ رہے ہیں۔ ایک ملک دوسرے ملک کے قانون کو' اس کے نظام تعلیم کو اس کا ذمہ دار ٹھہرا رہا ہے' کچھ اہل تجسّو کہتے ہیں کہ اس سب کا سبب اقتصادی ومعاشی مسئلہ ہے' یہ حل ہو جائے تو سب حل ہو سکتا ہے' ہر ایک اپنا راگ الاپ رہا ہے' حالانکہ اس سارے فساد و بگاڑ کا صرف ایک ہی سبب ہے اور وہ ہے "ایمان واخلاق" کا فقدان۔

ایمان واخلاق ہی وہ واحد طاقت ہے جس سے فساد کے دروازے بند ہوتے ہیں اور انسان کی فلاح وبہبود کے دروازے کھلتے ہیں' جب تک ایمان و اخلاق کے اس بحران کو دور نہ کیا جائے' کسی پارٹی کے آنے یا جانے سے' ایک قوم کے حاکم اور دوسری کے محکوم ہونے سے' ایک ملک کے دوسرے ملک پر غلبہ حاصل کر لینے سے مشکلات ومسائل کبھی نہ حل ہوئے ہیں' نہ حل ہو سکتے ہیں' دنیا کی تاریخ یہ بتاتی ہے کہ ایمان واخلاق کے بغیر انسان کو کبھی چین نصیب نہ ہوا' بلکہ انسانی شرف وکرامت کو پامال کیا جاتا رہا:

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرت انسان کی قبا چاک

آج بھی دنیائے انسانیت پر اسکندریت و چنگیزیت کا سایہ ہے۔ فرد و جماعت کی شکل میں بھی' ملک و قوم کی شکل میں بھی' سارے عقلاء' فلاسفہ و مفکرین اس گتھی کو سلجھانے میں لگے ہوئے ہیں' مگر وہ سلجھنے کے بجائے الجھتی ہی چلی جارہی ہے' اس لئے کہ یہ سب اپنے خیال وگمان کے اندھیروں میں ایک گم شدہ چیز کو تلاش کر رہے ہیں اور یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ اندھیرے میں ٹٹولنے اور تلاش کرنے والے کا ہاتھ مطلوبہ شے کے بجائے کسی سانپ' بچھو اور زہریلے کیڑے پر پڑ سکتا ہے۔ اس وقت یہی ہو رہا ہے' کوئی مفکر و مدبر اور دانشور یہ نہیں کرتا کہ ایمان و اخلاق کے بٹن (سوئچ) کو دبا دے اور اندھیرا دور ہو جائے اور کھوئی ہوئی چیز آسانی سے مل جائے۔

ملک و معاشرہ افراد سے بنتا ہے' جب تک افراد کی فکر نہ کی جائے' ان کو اخلاق وانسانیت کا سبق نہ پڑھایا جائے' اچھا معاشرہ اور اچھی سوسائٹی کیسے وجود میں آسکتی ہے۔ نظام حکومت کو چلانے کے لئے ملک وقوم کو وفادار حکام کیسے مل سکتے ہیں؟ تخفیف اسلحہ کی ہزاروں کانفرنسیں ہوں' امن وآشتی اور قومی یکجہتی کے نام سے بار بار جلسے کئے جائیں' لیکن جب دل انسان بیمار ہو' وہ حب مال وجاہ میں "جوع البقر" کا شکار ہو' مال و دولت' کار وکوٹھی کی پیاس نے اس کو

"استغنا" کا مریض بنادیا ہوتو انسانوں سے محبت' ان کے ساتھ اخلاق و مروت' ان کے حقوق کی ادائیگی کا جذبہ اس میں کیونکر انگڑائی لے سکتا ہے' وہ اپنے مفادات کے لئے دہشت گردی کرے گا' انسانی خون سے اپنے ہاتھوں کو رنگے گا۔

ہمارے مسائل ومشکلات کا حل صرف ایک رہا ہے اور یہ کہ انسانی دلوں کو بدلا جائے' ہم جب تک اس حقیقت سے چشم پوشی کرتے رہیں گے' مصائب و آلام ہمارے پیچھے لگے رہیں گے' ان سے نجات حاصل کرنے کی ایک ہی شکل ہے کہ دلوں میں کسی غیبی طاقت کے سامنے اپنے کئے کی جواب دہی اور حسن اخلاق و کردار کا نہ صرف شعور پیدا کیا جائے' بلکہ اسی سانچے میں اس کو ڈھالا جائے جیسا کہ روز آفرینش سے انبیأ کرام آئے اور دلوں کو ان تعلیمات کے سانچے میں ڈھالنے کی پیہم کوشش کرتے رہے' جن سے انسان اپنے خالق کو پہچانتا ہے اور اس کے دل میں حسن اخلاق اور انسانیت کی صفات پیدا ہوتی ہیں۔

سب سے آخری اور قیامت تک کے لئے کامل و اکمل تعلیمات لے کر آنے والے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور انسانی برادری کو ہوشیاری ومتنبہ کیا کہ سن لو! جسم کے اندر گوشت کا ایک لوتھڑا ہے' جب وہ درست ہو جائے تو پورا جسم درست ہوتا ہے اور جب وہ بگڑ جائے تو پورا جسم بگڑ جاتا ہے' یاد رکھو! وہ دل ہے۔

اس وقت جو حکومتیں قائم ہیں' جو سماج اور معاشرہ پایا جارہا ہے' عدلیہ اور انتظامیہ کا جو نظام قائم ہے' کیا ان میں سے اکثر ایسے نہیں ہیں جن کے دل بگڑے ہوئے ہیں؟ وہ اس معیار پر نہیں جس معیار پر ملک کی انتظامیہ اور محافظوں کو ہونا چاہئے۔ سچی بات یہ ہے کہ اگر یہ اس سماج اور معاشرے میں ہوتے جس میں دل آباد اور تربیت یافتہ ہوتے ہیں تو ان کو کان سے پکڑ کر نکال دیا جاتا یا جیلوں میں بھیج دیا جاتا۔ کوئی معمولی نوکری بھی مانگتے تو اس بگڑے ہوئے دل کے ساتھ ان کو ہرگز نہ دی جاتی۔

جب دلوں کی اصلاح ہو جاتی ہے تو حاکم اپنے کو حاکم نہیں سمجھتا بلکہ وہ رعایا کا خادم ہوتا ہے۔ تاریخ اسلام میں اس کے ایسے نمونے ہیں کہ آج کا انسان موجودہ ماحول میں اس پر یقین نہیں کرسکتا۔

رات کی تاریکی چھا چکی ہے۔ لوگ اپنے گھروں میں سکون کی نیند سو رہے ہیں اور وقت کے زبردست خلیفہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ اندھیری گلیوں میں پھر رہے ہیں کہ رعایا کے حالات معلوم کریں' ایک غریب و مسکین عورت پر نظر پڑتی ہے' اس کے بچے بھوک سے رو رہے ہیں' خلیفہ عورت سے کچھ باتیں کرتے ہیں' وہ نہ پہچان کر عمر فاروق پر زبان درازی کرتی ہے' خلیفہ سب کچھ خاموشی سے سنتے ہیں اور واپس آکر خود اپنے پیٹھ پر لاد کر اس بڑھیا کو کھانے پینے کا نہ صرف سامان پہنچاتے ہیں' بلکہ خود ہی آگ جلا کر کھانا پکا کر بچوں کو کھلا دیتے ہیں' تب ان کو چین و قرار آتا ہے۔

خلیفہ وقت حضرت ابوبکرؓ کے گھر عرصے سے کوئی میٹھی چیز نہیں پکی ہے' اہلیہ درخواست کرتی ہیں کہ کچھ میٹھا پک جائے' کہتے ہیں کہ ہماری تنخواہ میں اس کی گنجائش نہیں' تم تھوڑا تھوڑا جمع کرکے میٹھے کا انتظام کرلو' چنانچہ انہوں نے تھوڑا تھوڑا بچا کر ایک دن میٹھا پکایا' اس دن خلیفۃ المسلمین نے یہ کہہ کر اتنی مقدار اپنی تنخواہ میں سے کم کردی کہ معلوم ہوا کہ ابوبکر کا کام اس سے کم میں بھی چل سکتا ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ عراق کے گورنر کی حیثیت سے عراق روانہ ہوتے ہیں۔ عوام ان کے استقبال کے لئے شہر سے باہر نکلتے ہیں تو کیا دیکھتے ہیں کہ کسی آدمی کا سامان اپنے سر پر اٹھائے چلے آرہے ہیں۔ اس نے مزدور سمجھ کر ان کے سر پر اپنا سامان رکھ دیا ہے۔

ہندوستان میں شاہ مظفر حلیم کا زمانہ گزرا ہے' ایک گھوڑے کے تاجر نے شاہ پر قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا کہ بادشاہ نے ہم سے گھوڑے خریدے ہیں اور ابھی تک دام نہیں دیئے۔ بادشاہ کی طلبی ہوئی' جس حال میں تھا' اسی حال میں حاضر ہوا اور ایک عام مدعا علیہ کی طرح قاضی کے سامنے پیش ہوا' فیصلہ بادشاہ کے خلاف ہوتا ہے' مدعی کہتا ہے کہ ابھی اپنی رقم لیں گے' بادشاہ جب تک رقم کا انتظام کرکے مدعی کو دے نہیں دیتا' عدالت سے ہل نہیں سکتا' حالانکہ بادشاہ' بادشاہ تھا' اس کے ایک اشارے پر مدعی اور قاضی دونوں کی گردن اڑائی جاسکتی تھی' اگر ان کے مضغۂ گوشت (دل) کی اصلاح نہ ہو چکی ہوتی۔

یہ ایک بہت ہلکی سی تصویر ہے دل کی اصلاح ہو جانے کے بعد والے ماحول کی' اس کی روشنی میں ہم یہی کہیں گے کہ ہماری ساری مشکلات کا علاج دل کی اصلاح ہے' جب تک یہ نہ ہوگا ہماری مشکلیں حل نہ ہوں گی' بلکہ بڑھتی جائیں گی' سکون و چین چھینا جائے گا' ہر فرد و بشر خائف و ہراساں رہے گا۔

لہٰذا پہلی فرصت میں یہ کام ہونا چاہئے کہ نظام تعلیم میں تبدیلی لائی جائے' اس میں اخلاقیات کے موضوع کو اولیت کا درجہ دیا جائے' ہماری تعلیم گاہیں ہی وہ مرکزی جگہ ہیں' جہاں دل و دماغ ڈھلتے ہیں مگر اس وقت صورت حال یہ ہے کہ وہاں اخلاقیات وانسانیت دوستی کے نام سے کوئی موضوع نہیں ہے' لہٰذا سب کچھ پڑھ کر بھی پڑھنے والا صرف

باقی صفحہ 27 پر

اسلام اور عورت

ذیشان حیدر

دورِ جاہلیت میں عرب کی بے شمار برائیوں میں سے ایک بڑی برائی یہ تھی کہ عورت کے حقوق کو بری طرح پامال کیا جاتا تھا۔ نفرت کا یہ حال تھا کہ معصوم بچیوں کو زندہ دفن کر دینا بہادری اور فخر کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ بچی کی پیدائش کی خبر سن کر ان کا جو حال ہوتا تھا' قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ میں وہ بیان کیا گیا ہے کہ:

"جب ان میں سے کسی کو لڑکی کی پیدائش کی خبر دی جاتی تو اس کا منہ سیاہ پڑ جاتا اور وہ خون کے گھونٹ پی کر رہ جاتا' اس بُری خبر کی وجہ سے لوگوں سے چھپتا پھرتا اور سوچتا کہ ذلت کے ساتھ اس کو قبول کرے یا زندہ دفن کر دے۔"

چنانچہ صعصعہ بن ناجیہ کا بیان ہے کہ اسلام کے ظہور کے وقت تک میں تین سو زندہ درگور ہونے والی لڑکیوں کو فدیہ دے کر بچا چکا تھا۔ (کتاب الاغانی)

لیکن جب اسلام کا آفتاب پورے آب و تاب کے ساتھ طلوع ہوا تو دیگر مظلوم طبقات کے ساتھ ساتھ عورت کی زندگی بھی تاریکی سے نکل آئی۔ اسلام نے عورت ذات کو وہ تحفظات اور حقوق عطا کئے' جن کا تصور بھی اس معاشرے میں ناپید تھا۔ اس سلسلے میں نہ کوئی "ہیومن رائٹس کمیٹی" بنی' نہ "آزادی نسواں" کے نعرے بلند کئے گئے' نہ اجتماعات منعقد ہوئے' نہ "واک" وغیرہ ہوئی۔ گویا اسلام نے ان حقوق کو [illegible] حق دار کو بخش دیا۔

چونکہ قرآن پاک وہ الہامی اور بے بدل کتاب ہے جس میں زندگی گزارنے کا ایک مکمل نظام موجود ہے' لہٰذا ہر انسان کے کیا حقوق ہیں؟ قرآن ہمیں نہایت وضاحت کے ساتھ بتاتا ہے۔ عورتوں کی آزادی اور حقوق کی بھی قرآن نے نہایت جامع اور مانع وضاحت کی ہے جس کو ہم یہاں اجمالاً بیان کریں گے تاکہ بیمار ذہنوں کو شفائے کاملہ عطا ہو اور اشکالات واعتراضات کا گرد وغبار ذہن سے صاف ہو جائے۔

دورِ جہالت میں یہ دستور تھا کہ عورتوں کو وراثت سے محروم کر دیا جاتا تھا' وراثت کا مستحق صرف اسے سمجھا جاتا تھا جو گھوڑے پر سوار ہو اور دشمنوں کا مقابلہ کر کے اس کا مال غنیمت جمع کر سکے۔ (روح المعانی)

ظاہر ہے کہ عورتیں اس اصول پر پورا نہیں اترتیں' لہٰذا وہ وراثت سے مطلقاً محروم ہو گئیں' لیکن اسلام نے عورت کو اس کا یہ حق دیا۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اور عورتوں کے لئے بھی (خواہ چھوٹی ہو یا بڑی) حصہ مقرر ہے' اس چیز میں سے جس کو (ان عورتوں کے) ماں باپ اور قرابت دار (اپنے مرنے کے وقت) چھوڑ جائیں' خواہ وہ چھوڑی ہوئی چیز قلیل ہو یا کثیر ہو۔" (سورۂ نساء)

اسلام نے لڑکیوں کو ان کا حصہ دلانے کا اس قدر اہتمام کیا ہے کہ لڑکیوں کے حصے کو اصل قرار دے کر اس کے اعتبار سے لڑکوں کا حصہ متعین فرمایا اور بجائے "دو لڑکیوں کو ایک لڑکے کے حصے کے بقدر" فرمانے کے "لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے بقدر" کے الفاظ سے تعبیر فرمایا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: "میں تم کو خاص طور پر دو ضعیفوں کے مال سے بچنے کی تنبیہ کرتا ہوں: ایک عورت اور دوسرا یتیم۔"

سورۂ نساء کی آیت نمبر ۳۲ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"مردوں کے لئے ان کے اعمال کا ثواب ثابت ہے اور عورتوں کے لئے ان کے اعمال کا ثواب۔"

یعنی فضائل و کمالات کے حصول میں کسب و اکتساب اور جدوجہد بیکار نہیں' بلکہ مرد جس قدر محنت کرے گا اسی قدر اجر و ثواب حاصل کرے گا اور عورتیں جس قدر محنت کریں گی اسی قدر اجر و ثواب کی مستحق ہوں گی۔ گویا اس معاملے میں مرد کو عورت پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے' بلکہ دونوں برابر ہیں' اور یہی اصول سورۂ نحل کی آیت نمبر ۹۷ بھی بیان ہوا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو کوئی بھی نیک کام کرے گا مرد ہو یا عورت بشرطیکہ صاحب ایمان ہو تو ہم اس کو بالطف زندگی دیں گے۔"

اسلام نے عورت کو ماں کے عظیم مقام پر فائز کیا، ماں کی حیثیت سے اسے معاشرے میں وہ درجہ حاصل ہوا جو دوسری اقوام اور ادیان اسے نہ دے سکیں۔ قرآن پاک میں جا بجا والدین کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید آئی ہے اور بعض مقامات پر تو ماں کی (اولاد کو جننے اور پیدائش کے بعد کے مراحل پر پیش آنے والی) تکالیف اور مشقتوں کو خصوصی طور پر بیان کیا گیا ہے۔

چنانچہ سورۂ لقمان میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اور انسان کو ہم نے ماں باپ کے متعلق تاکید کی (کہ ان کی اطاعت اور خدمت کرے کیونکہ انہوں نے بالخصوص اس کی ماں نے اس کے لئے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں، چنانچہ) اس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے۔"

(ان دنوں میں بھی ماں اس کی ہر طرح کی خدمت کرتی ہے)۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ (رشتے داروں میں) میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تمہاری والدہ حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہیں۔ سائل نے پوچھا: پھر کون؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ اس نے دریافت کیا: پھر کون؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا: تمہاری والدہ۔ سوال کرنے والے نے عرض کیا: پھر کون؟ فرمایا: تمہارا باپ۔ (بخاری ومسلم)

ایک اور حدیث مبارکہ میں آتا ہے کہ جنت ماں کے قدموں تلے ہے۔

گویا صوفیوں کی عبادتیں، ریاضتیں، مجاہدین کا جہاد، علماء کا علم، سخی کی سخاوت مقبول نہیں جب تک کہ اس کی ماں کا دل اور آنکھیں اس سے ٹھنڈی نہ ہوں۔

عورت جب رفیقۂ حیات بنتی ہے تو اسلام اسے بے شمار تحفظات عطا کرتا ہے، شوہر کو حکم دیا جاتا ہے کہ "ان عورتوں کے ساتھ خوبی سے گزارا کرو۔" (سورۂ نساء) یعنی خوش اخلاقی اور محبت سے پیش آؤ۔ ان کے نان نفقے کی خبرگیری کیا کرو، ان کی برائیوں کو ان کی اچھائیوں سے ڈھانپ دو اور اگر خدانخواستہ مزاجوں اور طبیعتوں میں موافقت پیدا نہ ہو سکے، دلوں میں محبت کی جگہ بیزاری اور بدگمانی جنم لے لے اور ایک ساتھ زندگی گزارنا کٹھن ہو جائے، علیحدگی کے سوا کوئی چارہ نہ ہو تو قرآن حکم دیتا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے دھتکارو نہیں، بلکہ احسن طریقے سے جدا کرو جس کا شرعی طریقہ یہ ہے کہ عورت کو حالت حیض میں طلاق نہ دے، بلکہ اس طہر میں طلاق دینی چاہئے جس میں صحبت کی نوبت نہ آئی ہو۔ اس کی حکمت ظاہر ہے کہ ناپاکی کی حالت میں عورت کی طرف طبیعت مائل نہیں ہوتی۔ طہر کی حالت میں اس کا کافی امکان ہے کہ شوہر کے دل میں کوئی نرم گوشہ پیدا ہو جائے اور طلاق دینے کا خیال ہی ختم ہو جائے، گویا اس شرعی حکم میں بھی عورت کی پوری رعایت رکھی گئی ہے تاکہ اس کا ہنستا بستا گھر تباہ نہ ہو جائے اور اس کا دامن "مطلقہ" کے داغ سے محفوظ رہے۔

اسلام میں اگرچہ مردوں کے لئے چار شادیوں کی اجازت ہے، لیکن یہ اس حکم کے ساتھ مقید ہے کہ "پھر اگر ڈرو کہ ان میں انصاف نہ کر سکو گے تو ایک ہی نکاح کرو۔" آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: جس شخص کے نکاح میں دو عورتیں ہوں اور وہ ان کے حقوق میں برابری اور انصاف نہ کر سکے تو وہ قیامت میں اس طرح اٹھایا جائے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مشکوٰۃ)

گویا اسلام نے عورت کو قابل احترام ہستی قرار دیا اور وہ تمام جائز قانونی، معاشی، مذہبی اور معاشرتی حقوق عطا کئے جن کی وہ مستحق تھی۔ اس کا اعتراف تو غیر مسلم مورخین اور دانشوروں نے بھی کیا ہے۔ چنانچہ معروف فرانسیسی محقق ڈاکٹر گستاؤلی بان لکھتے ہیں: "اسلام نے مسلمان عورتوں کی تمدنی حالت پر نہایت مفید اور گہرا اثر ڈالا، انہیں ذلت کی بجائے عزت ورفعت سے سرفراز کیا اور کم وبیش ہر میدان میں ترقی سے ہمکنار کیا۔ چنانچہ قرآن کا قانون وراثت وحقوق نسواں، یورپ کے قانون وراثت و حقوق نسواں کے مقابلے میں بہت زیادہ مفید اور زیادہ وسیع اور فطرت نسواں سے زیادہ قریب ہے۔"

ای بلائیڈن لکھتا ہے: "سچا اور اصلی اسلام جو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لے کر آئے، اس نے طبقہ نسواں کو وہ حقوق عطا کئے جو اس سے پہلے اس طبقے کو انسانی تاریخ میں نصیب نہیں ہوئے تھے۔" (دیکھئے "خواتین کی اسلامی زندگی کے سائنسی حقوق" صفحہ ۸۲)

آر بنا سیڈ مکس لکھتا ہے: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے چار چیزوں کو اپنی پسند قرار دیا: نماز، روزہ، خوشبو اور عورت۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے عورت قابل احترام تھی۔ اس معاشرے میں جہاں مرد اپنی بیٹیوں کو پیدائش کے وقت زندہ دفن کر دیتے تھے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے وہاں عورت کو جینے کا حق دیا۔" (وومن ان اسلام ۱۹۳۰ء)

پیٹر کرجنس لکھتا ہے: "محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورتوں کے حقوق کی ایسی حفاظت کی کہ اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی، اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی جس کی بدولت وہ مال کی وراثت میں حصے کی حق دار ہوئی، وہ

خود اقرار نامے کے قابل ہے اور برقع پوش مسلمان خاتون کو ہر ایک شعبۂ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہیں جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو بھی حاصل نہیں۔'' (فاران سیرت نمبر)

مشہور یورپی دانشور ہملٹن لکھتا ہے: ''اسلام میں پردے کا دائرہ اتنا تنگ نہیں ہے جتنا بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ وہ عین حیا و غیرت اور وقار کے تقاضے کے مطابق ہے۔'' (دیکھئے اسلام اور عربی تمدن صفحہ ۹۸)

لیکن صد افسوس کہ آج نہ صرف پاکستان بلکہ پوری دنیا میں یہ پروپیگنڈا نہایت زور و شور سے کیا جارہا ہے کہ اسلام نے عورت کو چار دیواری کے اندر قید کردیا ہے۔ عورتوں کو بھی مردوں کے شانہ بشانہ چلنا چاہئے۔ عورت کو پردے سے باہر آنا چاہئے تاکہ وہ بھی قومی تعمیر و ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے۔ سوال یہ ہے کہ عورت کو چار دیواری سے نکال کر سر بازار ''شو پیس'' بنانے سے مردوں کے ساتھ کئی گھنٹوں کی سخت اور ذلت آمیز ڈیوٹیاں ادا کرنے کے باوجود گھر کے کام دھندے بھی نمٹانے سے کون سے حقوق حاصل ہوگئے ہیں؟ اگر ان ہی راستوں سے عورت کو عزت و ترقی ملتی تو میرے خیال میں یورپ کی عورت سب سے زیادہ باعزت اور باوقار ہوتی' لیکن باوجود اس کے کہ مغربی عورت کے سر سے صرف چادر ہی نہیں بدن سے کپڑے بھی اتار لئے گئے ہیں' اسے بازار میں بکنے والا ایک ایسا کھلونا بنادیا گیا جسے بچے دیکھ کر خرید لیتے ہیں' آج وہاں نہ خاندانی نظام کا تصور ہے' نہ بہن اور گرل فرینڈ میں کوئی امتیاز ہے۔ ایک رپورٹ کے مطابق آکسفورڈ یونیورسٹی کے ۷۶ فیصد طلبہ شادی کے بغیر جنسی تعلقات قائم کرنے کے حق میں ہیں۔ ۳۴ فیصد طالبات نے تسلیم کیا ہے کہ وہ یہاں آنے کے بعد کنواری نہیں رہیں اور اب بھی ان کے باقاعدہ جنسی تعلقات ہیں۔ ۲۵ فیصد طالبات مانع حمل گولیاں استعمال کرتی ہیں۔ (روزنامہ ''جنگ'' لندن ۵/ مارچ ۱۹۹۰ء)

مغرب کی عورت کو آج بھی اس معاشرے میں وہ عزت اور وقار حاصل نہیں' جس کے نام پر اس سے یہ سب کچھ کروایا گیا' مغربی معاشرہ آج اخلاقی اقدار کھو چکا ہے' بے حیائی اور فحاشی کی دیمک نے ان کو اندر سے کھوکھلا کردیا ہے' وہ تو خود اس فکر میں ہیں کہ اس سے نجات کس طرح حاصل کی جائے کہ وہ عورت کو حد سے زیادہ دی جانے والی آزادی کے نتائج بھگت رہا ہے' چنانچہ سوویت یونین کے آخری حکمران گورباچوف نے اپنی کتاب ''پرسترائیکا'' میں لکھا ہے کہ ''مغربی سماج میں عورت کو گھر سے باہر نکالا گیا' اسے آزادی دینے کے نتیجے میں یقیناً ہمیں معاشی فوائد حاصل ہوئے اور پیداوار میں کچھ اضافہ ہوا کیونکہ مرد بھی کام کررہے ہیں اور عورتیں بھی' مگر پیداوار میں اضافے کے باوجود عورت کی بے راہ روی کا جو لازمی نتیجہ برآمد ہوا وہ یہ کہ ہمارا ''فیملی سسٹم'' تباہ ہوگیا اور فیملی سسٹم کی تباہی کے نتیجے میں ہمیں جو نقصان پہنچا ہے وہ ان فوائد سے زیادہ ہے جو پیداوار میں اضافے کے نتیجے میں ہمیں حاصل ہوئے تھے' اس لئے میں اپنے ملک میں ''پرسترائیکا'' کے نام سے ایک تحریک شروع کررہا ہوں' اس سے بنیادی مقصد میرا یہ ہے کہ عورت جو گھر سے باہر نکل گئی ہے اسے واپس گھر میں لایا جائے' اس کے لئے ہمیں طریقے سوچنے پڑیں گے تاکہ فیملی سسٹم کی تباہی سے کہیں ہماری پوری قوم تباہی سے دوچار نہ ہوجائے۔''

ایک غیر مسلم کا یہ اعتراف آزادی نسواں کے ان نام نہاد دعویداروں پر حجت ہے جو ایئرکنڈیشنڈ کمروں میں چائے کی چسکیاں لے لے کر مسلمان عورت کو چادر اور چار دیواری سے باہر لاکر رسوا کرنا چاہ رہے ہیں۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم نے بڑی قیمتی بات ارشاد فرمائی کہ: ''پروپیگنڈے کی قوتوں نے یہ عجیب و غریب فلسفہ ذہنوں پر مسلط کردیا ہے کہ عورت اگر اپنے گھر میں اپنی اور اپنے شوہر' ماں باپ' بہن بھائیوں اور اولاد کے لئے خانہ داری کا انتظام کرے تو یہ قید اور ذلت ہے' لیکن وہی عورت اجنبی مردوں کے لئے کھانا پکائے' ان کے کمروں کی صفائی کرے' ہوٹلوں اور جہازوں میں ان کی میزبانی کرے' دکانوں پر اپنی مسکراہٹوں سے گاہکوں کو متوجہ کرے اور دفاتر میں اپنے افسروں کی ناز برداری کرے تو یہ آزادی اور اعزاز ہے۔'' (اصلاحی خطبات جلد اول صفحہ ۱۳۶)

میں آزادی نسواں کے نام نہاد دعویداروں سے سوال کرتا ہوں کہ تم نے عورت کو کیا دیا؟ ایک آزادی نسواں کی تحریک چودہ سو سال پہلے شروع ہوئی تھی' جس نے عورت کو حیات نو بخشی' معاشرے میں قابل احترام ہستی قرار دیا' باوقار لباس عطا کیا' گھر کی حکمرانی عطا کی' بیٹی ہے تو کفالت باپ کے ذمہ' بیوی ہے تو کفالت شوہر کے ذمہ ٹھہرایا اور تم نے اس سے وہ باوقار لباس چھین کر فیشن کے نام پر اسے عریاں کیا' ماڈلنگ کے نام پر اس کے ایک ایک عضو کو ذریعۂ نمائش بنایا' گھروں سے آزادی اور ترقی کے نام پر نکال کر فیکٹریوں میں' کمپنیوں میں' بسوں میں' ویگنوں میں ذلیل و رسوا کرڈالا۔ گھر سے نکلنے سے لے کر گھر میں داخل ہوتے وقت تک نہ جانے کتنے ہوس پرستوں کی نگاہوں نے اس کے جسم کو چھلنی کیا ہوگا؟ روزانہ نہ جانے کتنے کڑوے کسیلے جملے اسے سننے پڑتے ہوں گے؟ کیا آزادی نسواں کے دعویداروں نے عورت کو یہی کچھ دیا ہے؟

سوچئے اور غور کیجئے کہ کس نے عورت کو کیا کچھ دیا؟ اور یورپ نے عورت سے کیا کچھ لیا؟؟؟

☆☆..........☆☆

اوکاڑہ میں قادیانیوں سے مناظرہ

مولانا عبدالرزاق مجاہد

چک نمبر ۵۳ ڈی ایل ۱۲ اوکاڑہ کی مضافاتی بستی ہے جس میں زیادہ تر آبادی راجپوتوں کی ہے' چک مذکورہ کی ایک لڑکی کی شادی جڑانوالہ کے قریب چک ۸۵ ڈ/ گ ب گنگاپور نزد بچیانہ میں خالد محمود عرف پپو سے ہوئی۔ بدقسمتی سے خالد محمود قادیانیوں کے ہتھے چڑھ گیا۔ تقریباً ایک سال قبل اس نے قادیانیت قبول کرلی۔ جب اس بات کا علم اس کی اہلیہ کے بھائیوں کو ہوا کہ ان کا بہنوئی قادیانی ہوگیا ہے اور بہن بھی قادیانیت سے متاثر ہے تو انہوں نے چک مذکورہ کے ایک عالم دین اور قاری قرآن قاری محمد اعظم خطیب کی مسجد اوکاڑہ سے رابطہ کیا۔ خطیب صاحب نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی رفقاء سے اس کا تذکرہ کیا۔ حسن اتفاق کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ۵/محرم الحرام مطابق ۲۶/فروری کو اوکاڑہ کے ایک روزہ تبلیغی دورے پر تشریف لا رہے تھے۔ چنانچہ قاری محمد اعظم نے فون پر ان سے رابطہ کیا جس پر مولانا موصوف ان کے پاس تشریف لے آئے۔ چنانچہ مذکورہ بالا چک میں ظہر سے عصر تک محفل مناظرہ جاری رہی۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بیٹھتے کے ساتھ ہی قادیانی جماعت کے مربیوں لقمان' مبشر اور خالد محمود پپو سے مخاطب ہوکر کہا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پہاڑی پر جو پہلا وعظ فرمایا' اس میں اپنی چالیس سالہ زندگی کا ریکارڈ پیش کیا اور فرمایا کہ "ھل وجد تمونی صادقاً او کاذباً؟" قوم نے بیک زبان جواب دیا: "قد جربناک مراراً ما وجد ناک الا صدقاً" دوسری روایت کے مطابق: "ما جربنا بک الکذب" یعنی ہم نے تجربتاً بھی آپ کی زبان مبارک سے جھوٹ نہیں سنا۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ مدعی نبوت کا اصل کردار و کریکٹر ہوتا ہے' جب ہم مرزا قادیانی کو اس معیار پر پرکھتے ہیں تو مرزا قدم قدم پر جھوٹ بولتا ہوا نظر آتا ہے۔ جبکہ اللہ پاک قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں: "لعنة اللہ علی الکاذبین' ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذباً"

جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں:

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے:

☆...... "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔" (اربعین نمبر۳ روحانی خزائن ۱۷ ص ۴۰۷)

☆...... "جھوٹ بولنے سے بدتر دنیا میں اور کوئی کام نہیں۔" (تتمہ حقیقة الوحی خزائن ۲۲ ص ۴۵۹)

☆...... "تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔" (حقیقة الوحی خزائن نمبر۲۲ ص ۳۴۳)

مرزا قادیانی کے جھوٹ:

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ "مشت نمونہ از خروارے" مرزا قادیانی کے صرف دو جھوٹ ذکر کرتا ہوں:

☆...... مرزا کہتا ہے کہ تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ قرآن میں درج کیا گیا ہے: مکہ' مدینہ اور قادیان۔" (ازالہ اوہام در خزائن نمبر۳ ص ۱۴۰)

☆...... صحیح بخاری کی وہ حدیثیں جن میں آخری زمانہ میں بعض خلیفوں کی نسبت خبر دی گئی' خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کی نسبت آواز آئے گی کہ "ہذا خلیفة اللہ المہدی" سوچو یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے جو ایسی کتاب میں درج ہے جو "اصح الکتب بعد کتاب اللہ" ہے۔ (شہادت القرآن در خزائن نمبر۶ ص ۳۳۷)

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ پہلے حوالہ میں مرزا نے قرآن پر جھوٹ بولا اور دوسرے حوالہ میں بخاری شریف پر جھوٹ بولا۔ جھوٹے پر خدا کی لعنت! جھوٹ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کرنے والے سے بڑا ظالم کوئی نہیں۔ بقول مرزا قادیانی "جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں"۔ چنانچہ مرزا جھوٹ بول کر مرتد ہوا۔ جھوٹ بولنا گوہ (پاخانہ) کھانے کے برابر ہے' چنانچہ مرزا نے جھوٹ بول کر گوہ کھایا۔

نیز مولانا نے قادیانی لٹریچر سے باحوالہ ثابت کیا کہ مرزا قادیانی شراب پیتا تھا۔ شرابی آدمی اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا نبی شراب نہیں پی سکتا۔ نیز مرزائی لٹریچر سے حوالہ دکھلایا کہ مرزا قادیانی زنا کرتا

تھا۔زانی آدمی اللہ کا نبی نہیں ہوسکتا۔اللہ پاک کا نبی ان کبائر کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔

مرزائی مربیوں لقمان اور راؤ مبشر نے کہا کہ یہ حوالے لکھ کر دیے جائیں' ان کا جواب اگلی مجلس میں دیں گے۔ نیز اگلی مجلس کے لئے ۱۸/ مارچ کی تاریخ متعین ہوگئی۔

چنانچہ ۱۸/مارچ کو مرزائی مربی لقمان نہ آیا' اس نے نام نہاد جوابات راؤ مبشر کو لکھ کر دے دیے۔ چنانچہ ۱۸/ مارچ کو دوسری نشست ظہر کے بعد شروع ہوئی۔راؤ مبشر قادیانی نے ایک تحریر پڑھنا شروع کی' جبکہ مولانا شجاع آبادی نے بڑے زور شور سے گزشتہ مجلس کے حوالہ جات دہرائے۔ مبشر قادیانی نے طویل بحث شروع کرنے کی کوشش کی اور کہا کہ تحریر کا مطلب صاحب تحریر سے پوچھنا چاہئے' جو مراد وہ لے وہی لینی چاہئے۔

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ مرزا قادیانی ''شہادت القرآن'' کی طباعت کے بعد پندرہ سال زندہ رہا' اس نے اس کا جواب نہیں دیا' گویا وہ اس جھوٹ پر قائم رہا۔ مرزائی مربی نے پینترا بدلتے ہوئے کہا کہ امام مہدی کی ایک علامت ہے جو مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہے' لہٰذا مرزا قادیانی امام مہدی ہے۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ امام مہدی کی صرف ایک علامت نہیں بلکہ بہت سی علامات احادیث میں مذکور ہیں۔ مثلاً امام مہدی کا نام ''محمد'' ہوگا جبکہ مرزا کا نام غلام احمد ہے۔ امام مہدی کے والد کا نام ''عبداللہ'' ہوگا' جبکہ مرزا کے والد کا نام غلام مرتضیٰ ہے۔ امام مہدی مدینہ طیبہ میں پیدا ہوں گے جبکہ مرزا قادیان میں پیدا ہوا۔ امام مہدی کے ہاتھ پر بیت اللہ شریف میں بیعت ہوگی' جبکہ مرزا کے ہاتھ پر لدھیانہ میں ہوئی۔ امام مہدی دمشق تشریف لے جائیں گے جبکہ مرزا نے دمشق نہیں دیکھا۔ امام مہدی کے پیچھے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز ادا فرمائیں گے جبکہ مرزا اپنے آپ کو عیسیٰ مسیح کہتا رہا۔ لہٰذا اس میں مہدی ہونے کی کوئی ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔ جب وہ دعویٰ مہدویت میں جھوٹا ثابت ہوا تو اس کے کسی دعویٰ کا اعتبار نہیں۔

قادیانی مناظر نے کہا کہ حیات مسیح علیہ السلام پر گفتگو ہو جائے۔ مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ عصر کے بعد اس موضوع پر گفتگو کریں گے' مغرب کے بعد کریں گے' عشاء کے بعد رات گئے تک کرتے رہیں گے' لیکن قادیانی مناظر نے عصر کے بعد بات کرنے سے انکار کردیا اور بھاگ جانے ہی میں عافیت سمجھی۔

سامعین میں سے ایک شخص نے خالد محمود عرف پپو سے کہا کہ تو تو کہتا تھا کہ ہم مرزا قادیانی کو صرف امام مہدی مانتے ہیں جبکہ قادیانی مناظر تو اسے نبی مانتا ہے اور ہمارے مولانا نے بھی قادیانی کتب سے ثابت کیا ہے کہ مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا تو خالد محمود عرف پپو نے کہا کہ انہوں نے تو آج تک مجھ سے یہی کہا ہے کہ ہم مرزا قادیانی کو امام مہدی مانتے ہیں۔ اس نے یہ بھی تسلیم کیا کہ مرزا قادیانی احادیث مبارکہ کی رو سے بھی سچا امام مہدی نہیں تھا' بلکہ اس نے اپنے دیگر دعوؤں کی طرح اپنے آپ کو امام مہدی بھی کہا ہے۔

مولانا شجاع آبادی نے قادیانیوں سے کہا کہ میں آپ لوگوں کو چند عام فہم اور سادہ باتیں بتلاتا ہوں' آپ لوگ ان پر غور کریں تو آپ لوگوں کو قادیانیت کا کفر سمجھ آجائے گا' انہوں نے کہا کہ:

ا:......حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء کرام کے اسمائے گرامی مفرد تھے یعنی ایک لفظ جبکہ مرزا قادیانی کا نام مرکب ... لفظوں کا مجموعہ ہے' جس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی اللہ پاک کا سچا نبی نہیں تھا۔

۲:...... اللہ پاک قرآن مجید میں فرماتے ہیں: ''وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه'' یعنی (ہم نے جتنے رسول بھیجے ہیں وہ اپنی قوم کی زبان میں وحی لے کر آتے) یعنی اگر قوم کی زبان عبرانی ہے تو نبی پر وحی بھی عبرانی زبان میں نازل ہوئی اور اگر قوم کی زبان سریانی ہے تو نبی پر وحی بھی سریانی زبان میں آئی' اگر قوم کی زبان عربی ہے تو نبی پر وحی بھی عربی زبان میں نازل ہوئی۔ اس قاعدہ کی رو سے بھی مرزا قادیانی جھوٹا ثابت ہوتا ہے' کیونکہ مرزا قادیانی مشرقی پنجاب کے قصبہ قادیان کا رہنے والا تھا جہاں پنجابی زبان بولی جاتی تھی۔ اگر وہ سچا ہوتا تو اس پر وحی پنجابی زبان میں آنی چاہئے تھی' جبکہ اس کی خرافات کا مجموعہ جسے قادیانیوں نے وحی مقدس کہہ کر ''تذکرہ'' کے نام سے شائع کیا ہے' اس میں عربی' فارسی' انگلش میں نام نہاد ''وحی'' ہے' معلوم ہوا کہ وہ نبی نہیں تھا۔

۳:......کوئی نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا جبکہ مرزا قادیانی نے فضل احمد' گل علی شاہ' مرزا غلام مرتضیٰ سے قرآن مجید' عربی' فارسی' انگلش اور طب پڑھی تھی' جس سے معلوم ہوا کہ وہ اللہ پاک کا سچا نبی نہیں ہوتا۔

۴:...... نبی اپنے زمانہ کا سب سے خوبصورت انسان ہوتا ہے جبکہ مرزا قادیانی اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔

۵:...... نبی کسی موذی اور قابل نفرت مرض کا شکار نہیں ہوتا جبکہ اس کے برعکس مرزا قادیانی مالیخولیا' مراق' ذیابیطس (شوگر)' وبائی ہیضہ جیسے امراض کا تازیست شکار رہا' بلکہ اس کی موت بھی وبائی ہیضہ سے ہوئی۔

باقی صفحہ 20 پر

امام ابو حنیفہؒ ۔ ایک عظیم مصنفؒ

اسلامی علوم میں تالیف و تدوین کی ابتدا پہلی صدی کے خاتمے اور دوسری صدی کے وسط میں ہوئی۔ اس سے پہلے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و اخبار اور احوال کو زبانی اور تحریری یادداشت کے طور پر محفوظ رکھتے تھے' اور ان ہی کی روشنی میں مسائل معلوم کرتے تھے' عہد رسالت کی تحریروں میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص کا صحیفہ الصادقہ بہت مشہور ہے جو عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کی سند سے احادیث کی کتابوں میں منتقل ہو گیا ہے' بعد میں صحابہ کے تلامذہ نے ان کی روایات اور یادداشت کو غیر مرتب طور سے جمع کیا' اس سلسلے میں حضرت ابوہریرہؓ کی مرویات کے تین نسخے بہت مشہور ہیں' جو انہی شکل میں ان کے شاگردوں کے پاس تھے اور وہ ان کی روایت کرتے تھے۔ (الکفایہ)

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کے تین نسخے:

۱:.......نسخہ ابو الیمان حکم بن نافع عن شعیب بن ابی حمزہ عن ابی الزناد عن الاعرج عن ابی ہریرہ۔

۲:.......نسخہ یزید بن زریع عن روح بن قاسم عن العلاء بن عبدالرحمٰن عن ابیہ عن ابی ہریرہ۔

۳:.......نسخہ عبدالرزاق بن ہمام عن معمر بن راشد عن ہمام بن مغیرۃ عن ابی ہریرہؓ۔

حضرت جابرؓ کی احادیث بھی تحریری شکل میں موجود تھیں جن کو ان کے تلمیذ سلیمان بن قیس یشکری نے جمع کیا تھا اور قتادہ بن دعامہ اس کے حافظ تھے۔

ابو الزبیر' ابوسفیان شعبی نے حضرت جابر کی احادیث زیادہ تر اسی صحیفے سے حاصل کی ہیں' نیز حضرت جابرؓ نے مناسک حج پر ایک مختصر سی کتاب لکھی تھی جس کی تخریج امام مسلم نے کی ہے۔ (تاریخ کبیر)

حضرت انس بن مالکؓ کے پاس بھی احادیث کا تحریری ذخیرہ تھا' جس کو انہوں نے ایک تھیلے (مجال' مخلاۃ' مجلہ) میں محفوظ رکھا تھا اور بعض اوقات اپنے شاگردوں کے سامنے رکھا کرتے

مولانا عبدالقیوم حقانی

تھے۔ (تدریب الراوی)

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے صاحبزادے عبدالرحمٰن نے ایک مرتبہ ایک کتاب نکالی اور قسم کھا کر کہا کہ یہ کتاب ان کے والد کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ (تاریخ کبیر)

اسی طرح بعض دوسرے صحابہ کرامؓ کی روایات کا مجموعہ غیر مرتب شکل میں ان کے پاس تھا' جس کی روایت بعد میں تابعین نے کی اور جب کتب احادیث کی تبویب و ترتیب اور تنقیح و تہذیب کا دور آیا تو یہ تمام صحیفے اور نسخے ان میں شامل کر لئے گئے اور اپنے ابتدائی جامعین کے نام کے بجائے بعد کے مصنفین کے نام سے مشہور ہوئے اور صحابہ و تابعین کی اکثر کتابیں ناپید ہو گئیں' کیونکہ ان کی حیثیت غیر مرتب یادداشت کی تھی' جس کی ترتیب و تبویب کر دی گئی تھی اور اب ان کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

تابعین کے دور میں ترتیب و تصنیف کا کام:

البتہ تابعین کے دور میں سیر و مغازی اور انساب و اخبار پر کئی کتابیں تصنیفی و تالیفی انداز میں لکھی گئیں' جو اپنے مصنفین کے نام سے مشہور ہوئیں اور ان میں سے بعض کتابیں موجود ہیں۔ حضرت معاویہؓ کے دور میں زیاد بن امیہ نے کتاب المثالب لکھی' حضرت صحار عبدیؓ نے اسی دور میں کتاب الامثال لکھی اور حضرت معاویہؓ نے عبید بن شریہ جرہمی کو یمن سے بلا کر کتاب الملوک و اخبار الماضیین مرتب کرائی۔ (الفہرست ابن ندیم)

مؤخر الذکر کتاب ابن ہشام کلبی کی کتاب التیجان کے آخر میں حیدرآباد سے پھر دوبارہ جمہوریہ جنوبی یمن سے چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔

۸۲ھ میں پہلے ابان بن عثمان بن عفانؓ نے کتاب المغازی لکھی جیسا کہ زبیر بن بکار نے کتاب الموفقیات فی الاخبار میں تصریح کی ہے اور وہ اس کتاب کی وجہ سے صاحب المغازی کے لقب سے نویں صدی تک مشہور رہے۔ صاحب قاموس مجد الدین فیروز آبادی متوفی ۹۲۳ھ نے ان کو ایک واقعے کے بیان میں اسی لقب سے یاد کیا۔ (حوالہ المغانم المطابہ فی معالم طابہ)

اسی دور میں عروہ بن زبیرؒ نے کتاب المغازی لکھی جس کی روایت ان کے تلمیذ خاص ابوالاسود یتیم عروہ نے کی بعض فضلا نے تلاش وتحقیق کے بعد مغازی الرسول لعروۃ بن الزبیر بروایۃ ابی الاسود کے نام سے شائع کی ہے۔ امام زہری نے بھی اسی دور میں ایک کتاب اپنی قوم کے نسب میں لکھی' نیز ایک کتاب میں اشعار جمع کئے تھے' امام شعبی نے بھی کتاب الفتح کے نام سے ایک کتاب لکھی۔ (تذکرۃ الحفاظ)

طبقہ محدثین میں ترتیب وتدوین کی ابتدا:

یہ سب کتابیں اس زمانے کے ذوق معیار کے مطابق مرتب صورت میں لکھی گئی تھیں اور ان میں واقعات ترتیب وار بیان کئے گئے تھے' طبقہ علمائے محدثین میں ترتیب وتبویب کی ابتدا عروہ بن زبیر' وکیع بن جراح اور شعبی وغیرہ سے ہوئی اور ان حضرات نے باب من الفقہ جسیم' باب من الطلاق جسیم باب کذا کے عنوانات سے احادیث کی روایت کی اور ان کو مرتب ومدون کیا۔

احادیث وآثار کی جمع وتدوین کا دور:

احادیث وآثار کی جمع وتدوین کا سلسلہ باقاعدہ طور سے حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ نے اپنے دور خلافت ۹۸ھ تا ۱۰۱ھ میں جاری کرایا اور عالم اسلام کے ہر بڑے شہر کے امراء و حکام کے نام تاکیدی فرامین جاری کئے اور جن علماء ومحدثین کے نزدیک حفظ حدیث احوط وانسب تھا اور وہ کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے' انہوں نے بھی اپنی اپنی احادیث ومرویات کو تحریری شکل میں جمع کیا' ان میں امام محمد بن شہاب زہری کو اولیت حاصل ہے' کہا جاتا ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے انہوں نے کتاب لکھی' وہ کہتے ہیں کہ ہم کتابت حدیث کو پسند نہیں کرتے تھے مگر ان امراء نے جمع و لکھنے پر مجبور کردیا' اس لئے اب ہم دوسروں کو بھی روک نہیں سکتے۔

پہلی صدی کے خاتمے اور دوسری صدی کی ابتداء میں احادیث وآثار کی ترتیب وتدوین:

الغرض پہلی صدی کے خاتمے اور دوسری صدی کی ابتدا میں پورے عالم اسلام میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور صحابہ کے آثار وفتاویٰ جمع کئے گئے اور دوسری صدی کے وسط میں ۱۴۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان احادیث وآثار اور فتاویٰ کو فقہی ترتیب وتبویب پر کتابی شکل میں مدون ومرتب کیا گیا' ربیع بن صبیح (متوفی ۱۶۰ھ) نے بصرہ میں' معمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ) نے یمن میں' ابن جریجؒ (متوفی ۱۵۰ھ) نے مکہ میں سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ھ) نے کوفہ میں' عبداللہ بن مبارکؒ (متوفی ۱۸۱ھ) نے خراسان میں' ولید بن مسلم (متوفی ۱۹۴ھ) نے شام میں' ہشیم بن بشیر (متوفی ۱۸۳ھ) نے واسط میں' حماد بن سلمہ (متوفی ۱۶۸ھ) نے بصرہ میں' جریر بن عبدالحمید (متوفی ۱۸۸ھ) نے رے میں فقہی ابواب وفصول پر کتابیں تصنیف کیں۔ (المحدث الفاصل بین الراوی والواعی)

جمع وتدوین کے دور اولین کا عظیم مصنف:

جمع وتدوین کے اس دور اولین میں امام ابو حنیفہؒ سب سے بڑے مصنف ہیں اور ان کا کوئی معاصر مصنف اس میں ان کی ہمسری نہیں کرسکتا۔ علماء اصول حدیث نے اولین دور کے مصنفین میں بعض دیگر حضرات کے نام لئے ہیں مگر درحقیقت اس دور ثانی تین مشاہیر مصنف ہیں: امام ابوحنیفہ (متوفی ۱۵۰ھ) امام ابن جریجؒ (متوفی ۱۵۰ھ) اور امام معمر بن راشد (متوفی ۱۵۳ھ) ان کے علاوہ دوسرے حضرات دور ثانی کے مصنف ہیں' جس میں تصنیفی ذوق پیدا ہوگیا تھا اور اس کام میں ترقی ہوگئی تھی' امام مالک (متوفی ۱۷۹ھ) بھی اس دور ثانی کے مصنف ہیں۔ ان علماء محدثین کے تلامذہ نے ان کتابوں کی روایت کرکے جو کتابیں تصنیف کیں ان میں اپنے شیوخ کی ان کتابوں کی روایات کے علاوہ اپنے طبقے کی دوسری احادیث وروایات کو بھی شامل کردیا' جس سے ان کتابوں کا شمار تلامذہ کی تصانیف میں ہونے لگا اور ان کی کتابوں کا اصل منبع ومخرج نظروں سے اوجھل ہوگیا' یہی وجہ ہے کہ آج مذکورہ بالا ائمہ تدوین کی بہت سی کتابوں کا پتا نہیں چلتا ہے' چنانچہ معمر بن راشد کی کتاب المغازی' کتاب الجامع اور دوسری کتب حدیث کا تقریباً سارا سرمایہ مصنف عبدالرزاق میں موجود ہے' عبدالرزاق معمر کے تلمیذ رشید تھے اور انہوں نے اپنی کتاب المصنف میں اپنے استاد کی امانت محفوظ رکھی ہے۔

تفقہ ودرایت پر زیادہ توجہ:

اس سلسلے میں ایک بات یہ بھی ہے کہ اس دور کے اہل علم شدت احتیاط کی وجہ سے تصانیف وکتب کے بارے میں تکثیر سواد کے قائل نہیں تھے اور تحدیث روایت' تفقہ ودرایت پر زیادہ توجہ کرتے تھے' امام مالک نے جو دوسرے دور کے مصنف ہیں کتاب الموطا لکھی تو سال بہ سال اس کی تنقیح کرتے تھے جس کی وجہ سے کتاب کا حجم کم ہوجاتا تھا' اس کو دیکھ کر یحییٰ بن سعید القطان نے کہا کہ لوگوں کا علم بڑھتا ہے جب کہ مالک کا علم کم ہوتا ہے۔ ایک روایت کے مطابق ابتدا میں موطا میں چار ہزار یا اس

سے زائد احادیث تھیں مگر امام مالکؒ کے انتقال کے وقت ایک ہزار سے کچھ اوپر حدیثیں رہ گئی تھیں' یہی وجہ ہے کہ موطا امام مالک کے بہت سے نسخے پائے جاتے ہیں جو ایک دوسرے سے مختلف ہیں' قاضی عیاض نے ترتیب المدارک میں اس کے نسخوں کی تعداد بیس بتائی ہے اور ایک قول کے مطابق تیس بیان کی ہے۔ (ترتیب المدارک)

موطا امام محمد بن حسن شیبانی درحقیقت موطا امام مالک کا ایک نسخہ ہے جس میں امام محمدؒ نے اپنی دوسرے روایات شامل کرلی ہیں اور وہ ان کے نام سے مشہور ہوگئی ہے' اسی طرح امام شافعیؒ کی ایک کتاب ان کے تلمیذ حرملہ بن یحییٰ تجیبی مصری کے نام سے مشہور ہوئی جو درحقیقت امام شافعیؒ کی ہے۔ سمعانی نے اس کے بارے میں لکھا ہے کہ امام شافعیؒ کی کتاب حرملہ بن یحییٰ کی طرف منسوب ہے کیونکہ وہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں اور امام شافعیؒ سے اس کتاب کی روایت میں مشہور ہیں۔

امام ابوحنیفہؒ کی اکثر تصانیف ان کے تلامذہ کی طرف منسوب ہیں:

بالکل اسی طرح دیگر بہت سے ائمہ کی کتابیں ان کے تلامذہ کی طرف منسوب ہوگئی ہیں۔ چنانچہ امام ابوحنیفہؒ کی اکثر و بیشتر تصانیف امام محمد بن حسن شیبانی' امام قاضی ابو یوسف' امام زفر بن ہذیل وغیرہ کی طرف منسوب ہوئیں' جو درحقیقت امام صاحب کی تصانیف ہیں۔ امام محمد کی کتاب الآثار' کتاب الحجۃ علی اہل المدینۃ' کتاب السیر' امام قاضی ابو یوسف کی کتاب الآثار' کتاب الرد علی سیر الاوزاعی' وغیرہ چھپ کر شائع ہوچکی ہیں' جس کا جی چاہے ان کتابوں کی مراجعت سے معلوم کرسکتا ہے کہ یہ تمام کتابیں درحقیقت امام ابوحنیفہؒ کی تصانیف پر مشتمل ہیں۔

کتاب الآثار لابی حنیفہ بروایت محمد بن حسن شیبانی مولانا عبدالحئی فرنگی محلی کی توجہ سے دوبارہ لکھنؤ میں چھپی اور ۱۳۸۵ھ میں مولانا ابوالوفا افغانی کی تصحیح و تعلیق سے مجلس علمی ڈابھیل کی طرف سے شائع ہوئی اور کتاب الآثار لابی حنیفہ بروایت قاضی ابو یوسف لجنۃ احیاء المعارف النعمانیہ حیدرآباد کی طرف سے ۱۳۵۵ھ میں شائع ہوئی' کتاب الآثار لابی حنیفہ بروایۃ زفر بن الہذیل کئی صدیوں تک علماء محدثین میں متداول رہی اور اس کی روایت کی گئی ہے۔ امیر ابن ماکولا اور سمعانی نے ابوبکر احمد بن بکر سیف جشنی مروزی کے حال میں لکھا ہے: یروی عن ابن وہب' عن زفر بن الہذیل عن ابی حنیفۃ کتاب الآثار (الاکمال) انہوں نے ابن وہب سے انہوں نے زفر بن ہذیل سے انہوں نے ابوحنیفہؒ سے کتاب الآثار کی روایت کی ہے۔

کتاب السیر الصغیر دراصل امام ابوحنیفہ کی امالی ہے:

کتاب السیر لابی حنیفۃ بروایۃ محمد بن حسن شیبانی کتاب السیر الصغیر کے نام سے شائع ہے' کتاب السیر لابی حنیفۃ بروایت حسن بن زیاد لولؤی ناپید ہے اور کتاب السیر لابی حنیفۃ قاضی ابی یوسف کا بیشتر حصہ ان کی کتاب الرد علی سیر الاوزاعی میں مطبوع و محفوظ ہے۔

مسند ابی حنیفہ:

مؤطا امام مالک کی طرح مسند ابی حنیفہ کے متعدد نسخے ان کے تلامذہ کی روایت سے پائے جاتے تھے' جن کو ائمہ احناف نے امام اعظمؒ کی کتابوں سے جمع کیا ہے' عام طور سے ان کی تعداد پندرہ بتائی گئی ہے' شیخ شمس الدین محمد بن یوسف صالحی دمشقی شافعی (متوفی ۹۴۲ھ) نے عقود الجمان فی مناقب الامام ابی حنیفۃ النعمان میں ان کی تعداد سترہ بیان کی ہے اور ان تمام مسانید کے بارے میں اپنی سند بھی بیان کی ہے۔

امام ابوحنیفہ دور اول کے مصنف ہیں:

واضح رہے کہ امام ابو حنیفہ دور اول کے مصنف ہیں اور اس وقت مسانید لکھنے کا رواج نہیں تھا جیسا کہ بعد میں معلوم ہوگا' ان میں سب سے مشہور مسند ابی حنیفہ موسیٰ بن زکریا حصکفی (متوفی ۶۵۰ھ) کی ہے' انہوں نے امام صاحب کی دو مسندیں جمع کیں' ایک فقہی ابواب پر اور دوسری شیوخ پر' نیز ابوالموید محمود الخوارزمی (متوفی ۶۶۵ھ) نے امام صاحب کی ایک مسند جمع کی' یہ دونوں مسندیں مطبوع و متداول ہیں۔

امام ابوحنیفہ کی تصانیف کی مقبولیت' اہمیت وافادیت:

امام ابوحنیفہؒ کی تصانیف کی کثرت' مقبولیت اور ائمہ دین کے نزدیک ان کی اہمیت وافادیت کا اندازہ مندرجہ ذیل بیانات سے ہوتا ہے' ایک مرتبہ امام مالکؒ نے خالد بن مخلد قطوانی کو خط لکھ کر امام ابو حنیفہؒ کی کتابیں طلب کیں اور انہوں نے حکم کی تعمیل کی: یسال ان یحمل الیہ شیئا من کتب ابی حنیفۃ ففعل (عقود الجمان) امام مالکؒ نے خالد قطوانی سے سوال کیا کہ ابی حنیفہ کی کچھ کتابیں ان کے پاس بھیج دیں' چنانچہ انہوں نے بھیج دیں۔

امام شافعیؒ نے فرمایا: "من لم ینظر فی کتب ابی حنیفۃ لم یتبحر فی الفقہ" (جو شخص ابوحنیفہ کی کتابوں کو دیکھے گا فقہ میں متبحر نہیں ہوسکتا)۔

دوسری روایت میں امام شافعیؒ کا قول یوں منقول ہے: "جو شخص ابو حنیفہ کی کتابوں کو نہیں

دیکھے گا وہ نہ علم میں تبحر ہو سکتا ہے اور نہ تفقہ حاصل کر سکتا ہے۔"

عبداللہ بن داؤد واسطی کا قول ہے: "جو شخص کور چشمی اور جہالت کی ذلت سے نکل کر فقہ کی لذت چاہتا ہے' اسے چاہئے کہ ابو حنیفہؒ کی کتابوں کو پڑھے۔" (اخبار ابی حنیفہ و اصحابہ)

امام ابوحنیفہ کی کتابوں میں علم دین کی شرح و تفصیل کی کوئی انتہا نہیں:

زائدہ بن قدامہ نے ایک مرتبہ سفیان ثوریؒ کے سرہانے ایک کتاب پائی جس کو وہ دیکھا کرتے تھے' انہوں نے سفیان ثوریؒ سے اس کو دیکھنے کی اجازت چاہی تو انہوں نے اجازت دے دی' زائدہ بن قدامہ کہتے ہیں کہ وہ ابو حنیفہ کی کتاب الرہن تھی' میں نے سفیان ثوریؒ سے کہا کہ آپ ان کی (ابو حنیفہ کی) کتابیں دیکھتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ "میری تمنا ہے کہ ابو حنیفہ کی تمام کتابیں میرے پاس جمع ہوں اور میں ان کو دیکھا کروں' ان میں علم دین کی شرح و تفصیل کی کوئی انتہا نہیں ہے' ہم ان کے ساتھ انصاف نہیں کرتے ہیں۔"

عبداللہ بن داؤد واسطی کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام اعمش نے حج کا ارادہ کیا تو اپنے تلامذہ سے کہا کہ: "کوئی یہاں نہیں ہے جو ابو حنیفہ کے پاس کوفہ جا کر ہمیں ان کی کتاب المناسک لکھ دے۔"

سجادہ راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں اور ابومسلم مستملی دونوں یزید بن ہارون واسطی کی خدمت میں حاضر ہوئے' اس وقت وہ بغداد میں خلیفہ ابو جعفر منصور کے یہاں مقیم تھے' ابو مسلم مستملی نے ان سے سوال کیا: ابو خالد! آپ ابو حنیفہ اور ان کی کتابیں دیکھنے کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: اگر تم لوگ تفقہ حاصل کرنا چاہتے ہو تو ابو حنیفہ کی کتابوں کو دیکھو میں نے فقہاء میں سے کسی کو نہیں دیکھا جو کہ ابو حنیفہ کی آراء و اقوال دیکھنے کو ناپسند کرتا ہو۔ سفیان ثوری نے تو حیلہ کر کے ان کی "کتاب الرہن" لکھی ہے۔ (تاریخ بغداد)

امام اوزاعی نے کھڑے کھڑے پوری کتاب پڑھ لی:

عبداللہ بن مبارکؒ کا بیان ہے کہ میں ملک شام میں امام اوزاعی کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ اے خراسانی! یہ کون بدعتی ہے جو کوفے میں پیدا ہوا ہے اور ابو حنیفہ کی کنیت رکھتا ہے؟ میں نے اس وقت امام اوزاعی کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ میں اپنی قیام گاہ پر واپس آ کر امام ابو حنیفہ کی کتابوں میں لگ گیا اور تین دن تک ان کو پڑھ کر اونچے اونچے مسائل نکالے۔

تیسرے دن میں امام اوزاعی کے پاس پہنچا' مسائل کی کتاب میرے ہاتھ میں تھی' انہوں نے پوچھا کہ یہ کون سی کتاب ہے؟ میں نے کتاب ان کے ہاتھ میں دے دی' انہوں نے دیکھنا شروع کیا' ایک مسئلہ پر ان کی نظر پڑی' جس میں قال النعمان لکھا تھا' یہ نماز کا وقت تھا' پھر بھی امام اوزاعی نے کھڑے کھڑے کتاب کا ابتدائی حصہ پڑھ لیا اور اپنی آستین میں کتاب رکھ کر نماز پڑھائی۔ فراغت کے بعد پھر پڑھنا شروع کیا یہاں تک کہ پوری کتاب پڑھ لی اور کہا کہ خراسانی! یہ نعمان کون ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ ایک شیخ ہیں' جن سے میں نے عراق میں ملاقات کی ہے' یہ سن کر امام اوزاعی نے کہا: یہ مشائخ میں بہت اونچے درجے کے شیخ ہیں' تم جاؤ ان سے زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرو۔

☆☆..............☆☆

بقیہ: مناظرہ

۲: اللہ کا سچا نبی جہاں فوت ہوتا ہے' وہیں دفن ہوتا ہے' جیسے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اسی مقام پر آرام فرما رہے ہیں جہاں آپ نے رحلت فرمائی۔ مرزا قادیانی اس اعتبار سے بھی جھوٹا تھا' کیونکہ وہ لاہور کی احمدیہ بلڈنگ برانڈرتھ روڈ میں مرا جبکہ اس کی لاش بقول اس کے "خر دجال" یعنی ریل گاڑی پر لاہور سے قادیان لے جائی گئی۔

مولانا شجاع آبادی نے کہا کہ آپ ان چیزوں پر غور و فکر کریں' بے شک چناب نگر کے مربیوں سے امداد حاصل کریں۔ چنانچہ قادیانیوں نے اس پر غور و فکر کا وعدہ کیا۔

بعد ازاں مولانا شجاع آبادی' مولانا محمد امین اوکاڑوی کے گاؤں میں منعقد ہونے والے جلسہ میں تشریف لے گئے۔ جو ظہر کی نماز کے بعد سے جاری تھا اور عصر کی نماز تک جاری رہا۔ جس گاؤں میں مناظرہ ہوا تھا عصر کے بعد وہاں سے راؤ خادم حسین برادران مٹھائی کا ڈبہ لے کر آئے اور خوشخبری سنائی کہ راؤ خالد محمود ہیو نے مولانا شجاع آبادی کے وزنی دلائل کو تسلیم کرتے ہوئے قادیانیت کو دجل و فریب کا مجموعہ قرار دے دیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی سامعین و حاضرین میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ ہر طرف مبارک سلامت کے ڈونگرے برسنے لگے۔ بعد ازاں راؤ صاحبان نے کہا کہ ہمارے گاؤں میں آج عشاء کے بعد اظہار تشکر کے طور پر جلسہ ہونا چاہئے۔ اس کو تجویز کو تمام علمائے کرام نے پسند کیا۔ چنانچہ عشاء کے بعد اظہارت تشکر کے عنوان سے منعقدہ جلسے سے مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تقریباً ایک گھنٹہ خطاب کیا۔

☆☆..............☆☆

اخبار عالم پر ایک نظر

عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کے لئے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں ہے: علمائے کرام

کراچی (نمائندہ خصوصی) عقیدۂ ختم نبوت کا انکار کرنے والوں کے لئے پاکستان میں کوئی جگہ نہیں ہے۔ مسلم امہ قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں کو منظر عام پر لائے۔ پاکستان میں دہشت گردی کی وارداتوں کے پس پردہ قادیانی ہاتھ کارفرما ہے۔ تمام مکاتب فکر اپنے باہمی اختلافات بھلا کر قادیانیوں کے خلاف متحد ہو جائیں۔ اسلام عقیدۂ ختم نبوت کے منکروں کو اپنے دامن میں جگہ نہیں دیتا۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد' نائب امیر سید نفیس شاہ الحسینی' سیکرٹری جنرل مولانا عزیز الرحمن جالندھری' مولانا اللہ وسایا' مفتی محمد جمیل خان' مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا سعید احمد جلال پوری' محمد انور نے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت اسلام میں شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے جسے کاٹنے کی قادیانیوں کو کسی صورت اجازت نہیں دی جاسکتی۔ قادیانیوں عقائد توہین رسالت اور بعض صحابہ و اہل بیت پر مشتمل ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کر کے قادیانی ٹولے کو توہین رسالت کا راستہ دکھایا۔ جس کے بعد سے آج تک قادیانی اپنے پیشوا مرزا غلام احمد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا روپ قرار دیتے آرہے ہیں۔ قادیانی کتب اشتعال انگیز مواد سے بھری پڑی ہیں جس کی وجہ سے کسی بھی وقت امن و امان کا مسئلہ پیدا ہوسکتا ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ماہ ربیع الاول کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے قادیانی ٹولے کی اسلام دشمن سرگرمیوں کا سدباب کرے اور اسے آئین اور قانون کا پابند کرے۔

ناموس رسالتؐ کے تحفظ کیلئے قادیانی فتنے کا تعاقب عشق نبویؐ کی علامت ہے: سیرت النبیؐ کے اجتماع سے علماء کا خطاب

کراچی (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد گوہر سلطان گلستان جوہر میں سیرت النبیؐ کے عنوان سے منعقدہ ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا نذیر احمد تونسوی' مولانا حفیظ الرحمن عباسی' مولانا عبدالعزیز لاشاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن انتخاب سے پوری کائنات میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی حسین ترین ہستی کو چن کر اپنا محبوب بنایا ہے۔ آپؐ محبوب رب العالمین ہیں۔ آپؐ مسلمانوں کی عقیدت کا محور ہیں۔ آپؐ کی ذات سے محبت رکھنا ہر مسلمان کا بنیادی فرض ہے۔ آپؐ سے سچی محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ غیروں کے طریق کو چھوڑ کر آپؐ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کی جائے' آپؐ کے لائے ہوئے دین اسلام پر عمل کیا جائے' رسم و رواج سے منہ موڑ کر سنت رسولؐ سے تعلق جوڑا جائے اور آپؐ کی عزت و ناموس کے لئے جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کو سعادت سمجھا جائے۔ منکرین ختم نبوت اور قادیانی فتنہ کے خلاف جہاد کرنا اور مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کے لئے اس فتنے کے خلاف کام کرنا حقیقت میں عشق نبویؐ کی علامت ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا ایمان کا حصہ ہے اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے دشمنوں اور اسلام دشمن طاقتوں سے نفرت کرنا اور ان کے ناپاک عزائم کی راہ میں رکاوٹ بننا بھی عشق نبویؐ کی علامت ہے۔ ہر مسلمان کو چاہئے کہ اس پرفتن دور میں وہ اپنے ایمان کی حفاظت کرے اور دوسرے مسلمانوں کا ایمان بچانے کی فکر کرے۔

مرزائیت کا اصل مقصد مسلمانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے جدا کرکے یونین جیک کے زیر سایہ جدید عیسائی بنانا تھا: علمائے کرام

پشاور (خصوصی رپورٹ) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پشاور نے مجلس مرکزیہ کی ہدایت اور مسلمانان سرائے نورنگ کی دعوت پر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ اور رد قادیانیت کے سلسلہ میں ایک تبلیغی وفد مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی قیادت میں سرائے نورنگ روانہ کیا جس کے شرکاء میں مولانا نورالحق نور، محمد زبیر، حاجی نظام اللہ اور محمد عنایت شامل تھے۔ وفد نے سرائے نورنگ کے علمائے کرام اور علاقہ کے دیگر معززین سے ملاقاتیں کی۔ اس موقع پر مرکزی جامع مسجد میں ایک بڑے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی، مولانا نورالحق نور اور محمد زبیر نے کہا کہ آنجہانی مرزا غلام احمد کذاب قادیانی اور اس کی ذریت کے کفریہ عقائد اور ارتدادی کفریہ سرگرمیوں کی فہرست خاصی طویل ہے۔ قادیانی ذریت اپنے اس کفر کو جس ڈھنگ سے بھی چھپانے کی کوشش کرے وہ مسلمانوں کو مزید دھوکہ نہیں دے سکتی۔ علمائے کرام اور خدام ختم نبوت نے قادیانیوں کے ایک ایک کفریہ عقیدے کو تحریر وتقریر کے ذریعے واضح کردیا ہے۔ مرزائیوں نے خالق کائنات اللہ تعالیٰ جل شانہ کی توہین کی، خاتم النبیین محمد عربی (فداہ ابی وامی) صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کی، دیگر انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین کی، اہل بیت عظام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے، اولیائے امت اور علمائے دین حقہ کو گالیاں دیں، پوری امت مسلمہ کو ولدالحرام اور کنجریوں کی اولاد کہا اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق وہ خرافات تحریر کیں جن کے تصور ہی سے انسانیت کی روح زخمی ہوجاتی ہے۔ یہ سب کچھ مرزائیوں کی کتابوں اور آنجہانی مرزا غلام احمد کذاب کی کتابوں کے مجموعہ روحانی خزائن جو دراصل شیطانی خزائن ہیں، میں موجود ہے۔ یہ تمام حوالہ جات بمع ثبوت کے موجود ہیں۔ مرزائیت کا اصل مقصد مسلمانوں کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے جدا کرکے یونین جیک کے زیر سایہ جدید عیسائی بنانا تھا۔ مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کی کوشش تھی کہ جذبہ جہاد کو ختم کرکے امت مسلمہ کو برطانوی سامراج کا مستقل غلام بنادیا جائے۔ مرزائی ذریت کے اس منصوبے کو ناکام بنانے کے لئے مسلمانوں نے مکمل اتحاد واتفاق کے ذریعہ مشائخ عظام اور علمائے کرام کی زیر قیادت جدوجہد کی جس میں اپنی جانی ومالی قربانیوں کے ذریعہ تاریخ اسلام میں ایک سنہری باب کا اضافہ کرکے سنت صدیق اکبرؓ کو زندہ کردکھایا۔ مقررین نے ۵۳ء اور ۷۴ء کی تحاریک ختم نبوت پر مکمل روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ان تحاریک سے شہداء کرام اور جاں نثاران ختم نبوت کی قربانیوں کے صدقے میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کی ذریت آئینی وقانونی طریقہ سے پاکستان کی ایک غیر مسلم اقلیت قرار پاچکی ہے اور حالات کی روشنی میں یہ یقین ہے کہ حکومت برطانیہ کا یہ خودکاشتہ پودا مٹ کر رہے گا۔ ملکی وغیر ملکی جرائد میں آئے دن مرزائیت سے تائب ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہونے کی خبریں اس کی شاہد ہیں اور الحمدللہ! عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے تمام مکاتب فکر کے مسلمان، خواہ وہ سیاسی ہوں یا غیر سیاسی، حضرت اقدس، قائد ملت اسلامیہ، خواجہ خواجگان، الحاج مولانا خواجہ خان محمد دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین خانقاہ سراجیہ کی زیر قیادت اس عزم کے ساتھ رواں دواں ہیں کہ قادیانیت اور قادیانیوں کے ناپاک عزائم کو پیوند خاک کردیا جائے۔ سرائے نورنگ کے مسلمانوں کا یہ عظیم اجتماع اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس موقع پر مسلمانوں نے مجلس سے ہر قسم کے تعاون کی مکمل یقین دہانی کراتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قائدین کے حکم اور اشارہ پر ہر قسم کی قربانی دینے کا

ہفت ہفت

ختم نبوت خط و کتابت کورس

گھر بیٹھے بذریعہ خط وکتابت۔ عقیدہ ختم نبوت، حیات ونزول حضرت عیسیٰؑ، خروج دجال، ظہور حضرت مہدیؒ اور دور حاضر کے فتنوں کے متعلق معلومات حاصل کریں۔ کورس کی تکمیل پر ایک خوبصورت سند حاصل کریں۔ داخلے کے خواہش مند اپنا نام، تعلیمی قابلیت اور مکمل پتہ مندرجہ ذیل پتہ پر ارسال کریں۔

پوسٹ بکس 1347 اسلام آباد۔ CONTACT 0333-5126313 0333-5105991

عہد کیا۔ یہ اجتماع مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی کی پرسوز دعا پر ختم پذیر ہوا۔ مجلس کی طرف سے اردو اور پشتو میں مجلس کا مطبوعہ لٹریچر مفت تقسیم کیا گیا۔

مولانا نورالحق نور زخمی ہو گئے

پشاور (نمائندہ خصوصی) سرائے نورنگ کے تبلیغی دورہ پر جاتے ہوئے مولانا نورالحق نور راستہ میں ایک اتفاقی حادثہ میں زخمی ہو گئے۔ انہیں فوری طور پر ایک قریبی پرائیویٹ ہسپتال لے جایا گیا جہاں ان کی پاؤں کی ایڑی میں متعدد ٹانکے لگائے گئے' ابتدائی مرہم پٹی کے بعد زخمی حالت میں انہوں نے سرائے نورنگ میں منعقدہ اجتماع میں شرکت کی اور اجتماع سے خطاب کیا۔ اگرچہ انہیں اب قدرے آرام ہے مگر ڈاکٹروں نے انہیں چلنے پھرنے سے منع کیا ہے۔

ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں مجلس کے وفد کی شرکت

باغ' آزاد کشمیر (رپورٹ: قاضی احسان احمد)

یکم و ۲/مئی ۲۰۰۴ء بروز ہفتہ' اتوار ضلع باغ' آزاد کشمیر کی سرسبز و شاداب اور پُر رونق وادی میں ایک عظیم نام کی نسبت سے ایک عظیم جہاں آباد ہوا۔ اس نام سے دنیا واقف ہے' اپنے بھی اور اغیار بھی' یہ وہ نام ہے جس نے ہر دور میں اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے جہاد کا جھنڈا بلند کیا' ناموس رسالتؐ کے لئے نغمہ ہائے تحفظ ختم نبوت کی آواز کو فضاؤں میں بلند کیا' دفاع صحابہؓ کے پُر تاثیر کاز کو چہار دانگ عالم میں باور کرایا' غرضیکہ کوئی میدان' کوئی تحریک' کوئی ولولہ انگیز فکر اس دارالعلوم کی چاردیواری کے باہر جا کر پرورش نہیں پا سکی بلکہ اس کو زندہ رہنے کے لئے دارالعلوم کے عظیم دانشوروں کی ضرورت رہی ہے۔

راقم الحروف ان سطور میں دارالعلوم سے نکلنے والی تمام تحاریک کو ذکر نہیں کرے گا بلکہ صرف یہ تحریک جو ناموس رسالتؐ اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کی تحریک ہے اس کی طرف دارالعلوم کی نسبت سے کچھ عرض کروں گا۔ سید الطائفہ پیر طریقت' رہبر شریعت' قطب وقت حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اس تحریک کے ابتدائی بانی ہیں' جب انہوں نے حضرت مولانا پیر مہر علی شاہ گولڑویؒ کو تکوینی طور پر اس فتنہ کی طرف متوجہ کیا اور ان سے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک فتنہ اٹھنے والا ہے' آپ وہاں جائیں' رب کریم آپ سے اس فتنہ کے سد باب کے لئے کام لے گا۔ دنیا نے دیکھا کہ اس مرد قلندر کی بات سچ ثابت ہوئی' فتنہ قادیانیت نے سر اٹھایا اور حضرت پیر مہر علی شاہؒ بانی خانقاہ گولڑہ شریف کی تند و تیز تلوار کے قاطع دلائل و براہین نے مرزا اور مرزائیت کے وہ پرخچے اڑائے کہ رہتی دنیا تک یادگار رہیں گے' آج تک کوئی قادیانی ان کی باتوں کا جواب نہیں دے سکا۔ یہ تحریک چلتی رہی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ نے لاہور کی سرزمین پر پانچ سو علماء کی موجودگی میں امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کو ''امیر شریعت'' کے لقب سے ملقب کیا اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے منتخب فرمایا۔ یہ سارا فیضان دارالعلوم دیوبند سے جاری ہوا۔ حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور آپ کے گرامی قدر رفقاء حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی' مولانا محمد علی جالندھری' مولانا لال حسین اختر' مولانا محمد حیات' ماسٹر تاج دین انصاری رحمہم اللہ تعالیٰ غرضیکہ یہ وہ لوگ تھے جن کو دارالعلوم سے قلبی تعلق اور عشق تھا انہوں نے اپنی زندگی کی بہاریں اس کام میں صرف کر دیں اور ناموس رسالتؐ کے تحفظ کیلئے اپنی جانیں قربان کر دیں' پھر علامہ سید محمد یوسف بنوریؒ کا دور آیا' یہ بھی دارالعلوم کے وہ عظیم سپوت تھے جن کی قیادت میں پاکستان میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا' پھر ولی کامل' شیخ وقت' پیر طریقت' رہبر شریعت حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ العالی کا دور آیا' یہ بھی دارالعلوم کے ان ستاروں میں سے ایک ستارہ ہیں' جس نے اپنی میٹھی اور ٹھنڈی روشنی سے چراغ مصطفوی کو روشن رکھا اور فتنہ قادیانیت کا ساری زندگی مقابلہ کیا۔ غرضیکہ جماعتی سطح پر اس فتنہ کا مقابلہ جتنا اس جماعت نے کیا' کسی اور نے نہ کیا اور آج بھی امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی قیادت

خالد مُبین بروکر

چاول کی خرید و فروخت بہترین تجارت ہے

پنجاب کا اعلیٰ کوالٹی سپر کرنل باسمتی، سپر کرنل سیلہ، ایکسپورٹ کوالٹی چاول کی خرید و فروخت میں آپ کے بااعتماد معاون۔

CONTACT: 0333-5126313, 0571-513003

نسواری بازار راولپنڈی

باسعادت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اس کام کو پوری دنیا میں جاری رکھے ہوئے ہے۔ اس جماعت کے خدام کا ایک وفد ڈیڑھ سو سالہ خدمات دارالعلوم دیوبند کانفرنس میں شریک ہوا۔ جماعت کی طرف سے مجلس کے مرکزی رہنما اور امور خارجہ کمیٹی کے چیئرمین حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خان نے کانفرنس سے خطاب کیا اور عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ پر مبنی بہت جاندار انداز میں بیان فرمایا اور عوام الناس اور علمائے کرام سے گزارش کی کہ وہ کشمیر کی سطح پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی سرپرستی فرمائیں اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے مجلس کا ساتھ دیں۔ امیر مرکزیہ حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم کی طرف سے انہوں نے اس عظیم کانفرنس کے انعقاد پر جمعیت علمائے اسلام جموں و کشمیر کو مبارکباد پیش کی اور توقع ظاہر کی کہ وہ فتنہ قادیانیت سے عوام الناس کو محفوظ رکھنے کے سلسلہ میں ضرور اقدامات اٹھائیں گے۔ مجلس کے وفد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما حضرت مولانا قاضی احسان احمد، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اسلام آباد کے جنرل سیکرٹری حضرت مولانا قاری عبدالوحید قاسمی، مجلس راولپنڈی کے ناظم الامور حضرت مولانا مفتی محمود الحسن، قاری محمد اجمل قاسمی، محمد یاسر، قاری شاکر، قاری محمد شاہد اور دیگر احباب ختم نبوت نے شرکت کی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے کاز پر مبنی بینروں سے پنڈال کو سجایا اور اجتماع میں تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر مشتمل لٹریچر ہزاروں کی تعداد میں مفت تقسیم کیا۔ نیز انہوں نے کانفرنس میں آنے والے ہر مسلمان کو دعوت دی کہ وہ اس لٹریچر کو پڑھ کر آگے پھیلائیں اور مسلمانوں کو اس فتنہ سے محفوظ رکھنے کے لئے عملی کوششیں کریں۔ رب کریم مجلس کے اس وفد کی کانفرنس میں شرکت کو قبول فرمائے اور مجلس کے کام کی ترقی کا سبب بنائے۔

حضرت مولانا خدا بخش کا دس روزہ دورۂ راولپنڈی و اسلام آباد

اسلام آباد (نمائندہ خصوصی) گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ حضرت مولانا خدا بخش دس روزہ تبلیغی دورہ پر اسلام آباد پہنچے۔ مفتی خالد میر اور مفتی محمود الحسن نے انہیں خوش آمدید کہا اور انہیں پروگرام کی تفصیلات سے آگاہ کیا جس کے دوران راولپنڈی اور اسلام آباد کی مختلف مساجد و مدارس میں ان کے بیانات ہونا تھے۔ مولانا خدا بخش نے اپنے دورے کا آغاز راولپنڈی کے ایک نواحی قصبے جونترہ سے کیا۔ جامع مسجد جونترہ میں انہوں نے ایک بڑے اجتماع سے خطاب کیا اور بعد نماز عشاء محمود آباد میں خطاب کیا جو کہ مشہور قادیانی جنرل (ر) عبدالعلی خان اور ملک اختر کے آبائی گاؤں ہیں، وہاں کے مسلمانوں کے بقول ختم نبوت کے عنوان پر یہ پہلا اجتماع تھا۔ مولانا خدا بخش کے خطاب سے قبل قاری افتخار احمد خطیب جونترہ اور مبلغ ختم نبوت مفتی محمود الحسن نے عقیدۂ ختم نبوت پر اظہار خیال کیا اور ان کے بعد مولانا خدا بخش نے مرزا قادیانی کی جھوٹی پیشگوئیاں پر مفصل خطاب کیا اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں سے متنبہ کرتے ہوئے اعلان کیا کہ قادیانیوں کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ بعد ازاں مولانا اسلام آباد تشریف لائے۔ اسلام آباد میں جامع مسجد فاروق اعظم G-9-3، قبا مسجد پشاور موڑ G-9-4، جامعہ اسلامیہ راولپنڈی، مدرسہ سمیہ للبنات اسلام آباد G-7-3-2 جو کہ فریدیہ مدرسہ اور لعل مسجد و مدرسہ کی شاخ ہے اس کے علاوہ جامعہ صدیقیہ للبنات G-10-3، عثمان مسجد G-10-1 کے علاوہ جمعہ کو جامع مسجد مغیرہ بن شعبہ میں بھی انہوں نے خطاب کیا جس میں عقیدۂ ختم نبوت اور حیات عیسیٰ علیہ السلام کے نزول و اجرائے نبوت پر تفصیلی بیانات کئے۔ مولانا نے کہا کہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پوری دنیا میں فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے کام کر رہی ہے اور بیرونی ممالک میں جماعت کے عربی، انگلش اور دیگر زبانوں میں لٹریچر کی اشاعت اور مبلغین کی محنت سے ہزاروں قادیانی مرزائیت چھوڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت پر ایمان لا کر قادیانیت سے برأت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس دورے میں مبلغ ختم نبوت اسلام آباد مفتی خالد میر اور مبلغ راولپنڈی مفتی محمود الحسن نے بھی مختلف اجتماعات سے خطاب کیا۔

مورتی کے سامنے یا مندر میں دعا کرنا قابل مذمت ہے: علمائے کرام

کراچی (خصوصی رپورٹ) مورتی کے سامنے یا مندر میں دعا کرنا قابل مذمت ہے۔ شرک کا بیج اسی طرح ڈلتا ہے۔ مسلمانوں کیلئے مندروں میں جانا کسی بھی طرح روا نہیں ہے۔ مسلمان کو تہمت کی جگہ سے بھی بچنا چاہئے۔ ان خیالات کا اظہار علمائے کرام مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا نعیم امجد سلیمی، مفتی عبدالقیوم دین پوری، مفتی فخر الزماں، محمد انور، ریاض الحق اور دیگر نے پاکستانی گلوکار غلام علی کی جانب سے بھارت میں مندر میں مورتی کے سامنے ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کی خبروں پر تبصرہ کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ انتہائی افسوس کا مقام ہے کہ اب مسلمان مندروں میں جا کر دعائیہ کلمات ادا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم مندر میں اللہ کو یاد کر رہے تھے۔ ایک مسلمان کو مندر کے بجائے کسی بھی پریشانی میں مسجد کا رخ کرنا چاہئے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ غلام علی اس حرکت سے علانیہ توبہ کریں اور آئندہ کیلئے اس طرح کی حرکت نہ کرنے کی یقین دہانی کرائیں۔

قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ اور ایمانی غیرت کا تقاضا ہے: مولانا نذیر احمد تونسوی

کراچی (نمائندہ خصوصی) جامع مسجد نورانی دارالعلوم صفہ سعید آباد میں ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے صدر حضرت مولانا نذیر احمد تونسوی اور جامعہ کے مدیر اعلیٰ حضرت مولانا قاری حق نواز نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ہیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہر قسم کی نبوت و رسالت آپؐ کی ذات اقدس پر ختم ہو چکی ہے۔ ختم نبوت کا منکر درحقیقت پورے اسلام کا دشمن ہے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی فتنہ انگریز کا پیدا کردہ فتنہ ہے جسے انہوں نے اپنے سیاسی مقاصد کے حصول کے لئے پیدا کیا۔ ہمارے اکابر نے اس فتنہ کے کفریہ عقائد کا پردہ چاک کر کے مسلمانوں کے ایمان کو بچایا اور انشاء اللہ ہم بھی اپنے اکابر کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے ہر قسم کی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا ہر مسلمان کا مذہبی فریضہ ہے اور ہر مسلمان کے لئے ایمانی غیرت کا تقاضا بھی ہے کہ وہ قادیانیت کا ہر سطح پر بائیکاٹ کرے۔ انہوں نے کہا کہ گستاخان رسول سے کسی قسم کے تعلقات رکھنا اپنی آخرت برباد کرنے کے مترادف ہے۔

مکتوب بھکر

تعلیمی سال شروع ہوا ہی تھا کہ نصاب میں تبدیلی کا شور پرائمری سے شروع ہوا قومی اسمبلی سینٹ تک جا پہنچا' اخبارات ایسے بیانات سے بھرے پڑے ہیں۔ اساتذہ پریشان' پاکستان کے باشندے موجودہ تعلیمی نصاب سے نفرت کی حد تک نالاں ہیں۔ اس سلسلہ میں آج محلہ کے پرائمری اسکول کا دورہ کیا۔ وہاں تیسری جماعت کی اردو کی کتاب اساتذہ کرام نے دکھائی جس پر یہ شرارت کی گئی کہ صفحہ نمبر ۲۶ پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے ساتھ ایک حدیث درج ہے اور صفحہ نمبر ۲۷ پر حدیث مبارکہ کے بالمقابل ایک کتے کی تصویر ہے' جب کتاب بند کی جاتی ہے تو کتے کی تصویر عین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک نام پر آتی ہے (نعوذ باللہ)۔ استاد صاحبان بھی مسلمان ہیں۔ وہ اس حرکت پر لرزاں و پریشان ہیں کہ ہمارے سامنے نبی کریم کی بار بار توہین ہو رہی ہے۔ پتہ چلا کہ یہ بات قومی اسمبلی میں بھی پہنچی مگر پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ اور تعلیمی شعبے کے ذمہ داران' اللہ اور رسولؐ کی ناراضگی برداشت کر رہے ہیں' امریکا اور یہود کی پیروی میں خود اپنی بھی عاقبت برباد کر رہے ہیں اور پوری قوم کا بھی بیڑا غرق کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ تو صرف ایک کتاب کی جھلک ہے' ورنہ پورا کا پورا تعلیمی نصاب جو اس سال بنایا گیا ہے' وہ دریا برد کرنے کے قابل ہے اور وہ ماہرین جو اس کے تیار کرنے والے ہیں' ان کے لئے کسی غازی علم دین کی ضرورت ہے۔ تعلیمی نصاب کے سلسلہ میں اہم بیان امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت خواجہ خان محمد مدظلہ کا ہے جنہوں نے انکشاف کیا ہے کہ قادیانیوں نے آغاخانی پنجہ پھیلایا ہے۔ موجودہ حکومت میں کلیدی آسامیوں پر فائز قادیانی اپنے اوپر دباؤ کم کرنے کے لئے آغا خان کو میدان میں لائے ہیں۔ (روزنامہ ''اسلام'' ۱۸/اپریل ۲۰۰۴ء ملتان)

یہ اعلان حقیقت کے بالکل قریب ہے اور اس خبر پر حکومت چوکنا ہوئی اور میری اطلاع کے مطابق خفیہ سرگرم قادیانیوں کی سرگرمیوں کا جائزہ لینے کے لئے خفیہ ایجنسیوں کو جاری کیا گیا۔ ہم حکومت سے آج بھی یہ کہتے ہیں کہ تعلیمی نظام میں نت نئی قلابازیوں سے ملک کے ماحول کو خراب سے خراب تر کیا جا رہا ہے۔ دین دار طبقہ اور علمائے کرام کو اچھی طرح سے یہ احساس ہے کہ پاکستان اور اس کی قدر کیا ہے؟ حکومت دین دار طبقہ اور علماء سے تعلیمی اصلاحات کے حوالے سے بگاڑ پیدا نہ کرے تو بہت اچھا ہوگا۔ تعلیمی پالیسی کے بارے میں جو نئی اصلاحات جاری کی گئی ہیں' وہ اعلان کردہ فیصلے کے مطابق واپس لے اور اپنا رشتہ اسلام سے جوڑے اور ملک کو مستحکم کرے۔ آپ کے تعلیمی نظام نے ناکارہ قسم کے کلرک اور دفتری پیدا کئے ہیں جبکہ اسلامی اصولوں کے مطابق تعلیمی نظام نے قائدین اور رہنما پیدا کئے ہیں۔ تاریخ پر بے شک نگاہ ڈال لیں' آپ پر سب کچھ واضح ہو جائے گا۔ آپ نے امریکا کے اشارے پر طالبان حکومت ختم کروا کر ایک اچھی پرامن حکومت کی جگہ مغرب کے پروردہ لوگوں کو

جو حکومت دی ہے' اس کی وجہ سے وہاں اب بدامنی ہی بدامنی ہے' فحاشی ہی فحاشی ہے' دل خوف خدا اور احتساب سے خالی ہے' جبکہ طالبان کے چھ سالہ دور حکومت میں امن ہی امن اور سکون ہی سکون تھا۔ یہ طالبان اسلامی نظام تعلیم کے پروردہ تھے۔ (از ڈاکٹر دین محمد فریدی)

سانحہ ارتحال

مانسہرہ (پ ر) مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا سید نور احمد شاہ کی اہلیہ اور برادر صغیر گزشتہ دنوں انتقال کر گئے۔ مرحومہ بڑی ذاکر شاغل خاتون تھیں۔ ساری زندگی قناعت پر گزار دی۔ مرحومین کی نماز جنازہ مرکزی جامع مسجد مانسہرہ کے خطیب مولانا مفتی وقار الحق عثمانی نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی نمائندگی کرتے ہوئے مبلغ ختم نبوت راولپنڈی مفتی محمود الحسن نے نماز جنازہ میں شرکت کی۔ بعد ازاں انہوں نے مرحومین کے پسماندگان سے اظہار تعزیت کیا۔

اظہار تعزیت

راولپنڈی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی نائب امیر حضرت اقدس سید نفیس شاہ دامت برکاتہم کے مسترشد خاص حضرت مولانا پروفیسر سید زبیر حسین شاہ کی والدہ گزشتہ دنوں کراچی میں انتقال فرما گئیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے مہتمم حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ نے پڑھائی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے مفتی محمود الحسن نے پروفیسر سید زبیر حسین شاہ سے ان کی والدہ مرحومہ کے انتقال پر اظہار تعزیت کیا اور مرحومہ کے لئے بلندی درجات کی دعا کی۔

ملک میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے پیچھے قادیانیوں کا ہاتھ ہے: مولانا اللہ وسایا

کراچی (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما اور مرکزی ناظم تبلیغ حضرت مولانا اللہ وسایا نے کہا ہے کہ کراچی میں حالیہ دہشت گردی میں قادیانیوں کا ہاتھ معلوم ہوتا ہے۔ اس سے قبل کوئٹہ میں فرقہ وارانہ فسادات اور گوادر میں چینی انجینئروں کی ہلاکت کے پیچھے بھی قادیانی لابی کے ملوث ہونے کا قوی امکان ہے۔ قادیانی نہیں چاہتے کہ وطن عزیز میں امن وامان قائم ہو۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا کہ مسلمانان پاکستان چین کی نیند سوسکیں۔ ہر نیا دن کوئی نہ کوئی غیر معمولی واقعہ لے کر طلوع ہوتا ہے۔ قادیانی ہر طرح سے ملک وملت اور ملکی سالمیت کو نقصان پہنچانے کے در پے ہیں خواہ وہ مذہبی شکل میں ہو یا سیاسی حالات وواقعات ہوں یا پھر پاکستان کی حساس ٹیکنالوجی سے متعلق ہو۔ قادیانی' یہودیوں سے زیادہ خطرناک اور سانپ سے زیادہ زہریلے ہیں۔ ملک وملت دشمنی ان کی رگ رگ میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ وطن عزیز میں دیوبندی' بریلوی' اہل حدیث' شیعہ' سنی اور جتنے بھی سماجی مسائل ہیں ان میں بھی قادیانی سازش کارفرما دکھائی دیتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ حکمران اور برسراقتدار طبقہ ملک میں دہشت گردی کے حالیہ واقعات کے سلسلہ میں قادیانی جماعت کے ذمہ داروں سے انکوائری کریں تو سب کچھ سامنے آجائے گا۔

اسکندر اعظم' چنگیز خان اور ہلاکو خان بننے کا خواب دیکھنے والے مغربی حکمران عالمی دہشت گردی کے فروغ اور مسلمانوں کے قتل عام کے اصل ذمہ دار ہیں: علمائے کرام

کراچی (نمائندہ خصوصی) اسکندر اعظم' چنگیز خان اور ہلاکو خان بننے کا خواب دیکھنے والے مغربی حکمران عالمی دہشت گردی کے فروغ اور مسلمانوں کے قتل عام کے اصل ذمہ دار ہیں۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کے قتل عام کے لئے نت نئے ہتھکنڈے اختیار کئے جارہے ہیں۔ ذہنی اذیت دینے کے نوتراشیدہ حربوں کے ذریعہ مسلمانوں کو ذہنی طور پر معذور بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ مسلمان دنیا میں دہشت گردی کی سیاست نہیں چلنے دیں گے۔ مختلف ممالک میں مسلمان قیدیوں کے ساتھ مظالم کا سلسلہ فی الفور بند کیا جائے۔ قادیانیت کے فروغ کے لئے پیسہ پانی کی طرح بہایا جارہا ہے۔ قادیانیوں کو لگام دینا حکومت وقت کی ذمہ داری ہے۔ ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی

رہنماؤں امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد، نائب امیر سید نفیس شاہ الحسینی، سیکریٹری جنرل مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مفتی محمد جمیل خان، مولانا نذیر احمد تونسوی، مولانا سعید احمد جلال پوری، محمد انور نے مختلف اجتماعات سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔انہوں نے کہا کہ دنیا کو فتح کرکے ایک ملک کی کالونی بنانے اور اس میں نیو ورلڈ آرڈر رائج کرنے کی کوششیں ناکام ثابت ہوں گی۔مختلف ممالک کو آزاد کرانے کے نام پر ان ممالک کی عوام کو غلام بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔تمام مسلم ممالک پر قابض غیرملکی افواج کی واپسی وقت کا تقاضا ہے۔تاریخ اسکندر اعظم اور چنگیز خان کا جانشین بننے کی کوشش کرنے والوں کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔اسلام امن وامان کے فروغ کی تعلیم دیتا ہے اور صبر و برداشت سکھاتا ہے۔مسلمانوں نے اپنے اوپر ڈھائے جانے والے مظالم کے باوجود صبر وبرداشت سے کام لے کر تاریخ عالم میں انوکھی مثال قائم کی ہے۔مسلم امہ عالمی امن کو تباہ وبرباد کرنے والوں کا سختی سے محاسبہ کرے گی۔مغربی دنیا اصل اسلام کو کرۂ ارض سے مٹا کر قادیانیت کو بحیثیت اسلام رائج کرنا چاہتی ہے۔مسلمان اسلام کے خاتمے کی کوششیں کرنے والوں کے ہاتھ توڑ دیں گے۔قادیانیت کو دنیا میں بحیثیت اسلام رائج کرنے کا خواب کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوگا۔اسلام ہی گلوبل ویلج کی مذہبی ضروریات کو پورا کرسکتا ہے۔قادیانی دہشت گردوں کے ناؤتوں کا کردار ادا کررہے ہیں۔معاشرے میں انتشار پھیلانا قادیانیوں کی سرشت میں داخل ہے۔حکومت دہشت گردی میں ملوث عناصر کا سراغ لگانے کے لئے قادیانیوں پر کڑی نگاہ رکھے۔

نصاب تعلیم میں تبدیلی مسلمانانِ پاکستان کے خلاف قادیانی سازش ہے: مولانا اللہ وسایا

کراچی (نمائندہ خصوصی) نصاب تعلیم سے قرآنی آیات اور جہاد کے حوالہ سے تبدیلی اور تعلیمی بورڈ آغا خان فاؤنڈیشن کی تحویل میں دینا قادیانی سازش کا حصہ ہے۔ان خیالات کا اظہار عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا اللہ وسایا نے کیا۔انہوں نے کہا کہ قادیانی، جہاد کے منکر ہیں اور انہوں نے آغا خان فاؤنڈیشن اور وفاقی وزارت تعلیم کو استعمال کرتے ہوئے سرکاری اور عصری تعلیمی اداروں میں غزوات، جہاد، اسلاف اور مجاہدین اسلام کی سرگرمیوں کے تذکرے نصابی کتب سے نکلوا دیے ہیں اور ازواج مطہرات، بنات النبی اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی عظمت و محبت کے تذکرے اور ان کے کارنامے حذف کراکے مسلمانوں اور مذہبی حلقوں کی دل آزاری کی ہے۔عقیدۂ ختم نبوت اور جہاد مسلمانان عالم کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے جس سے رشتہ توڑنا اپنی موت کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔انہوں نے مزید کہا کہ حکومت اور وفاقی وزارت تعلیم کے نصاب تعلیم میں تبدیلی کے اقدام سے قبل مذہبی طبقے اور مدارس عربیہ پر قدغن لگانے کی کوشش کی گئی اور مدارس عربیہ اور مذہبی تعلیمی اداروں کی رجسٹریشن اور دیگر تجاویز اور ان کو حکومتی تحویل میں دینے اور ان پر دہشت گردی کا لیبل لگانے کی کوشش کی گئی اور مدارس عربیہ کو ہر طرح ہراساں اور پریشان کرنے کی کوشش کی گئی، لیکن جب انتظامیہ اور قادیانی لابی کی اس سازش کو علماء وصلحاء نے مسترد کردیا اور مدارس نے اپنی آزادی اور خود مختاری کے خلاف حکومتی پیشکشوں اور مراعات کو ٹھکرا کر بوریا نشینی، عاجزی اور درویشی کے اپنے طرز عمل کو جاری رکھا تو قادیانی سورماؤں نے نئی چال چلی اور سرکاری تعلیمی اداروں کے نصاب کو تبدیل کرواکر آیات مقدسہ، جہاد اور دیگر حساس موضوعات کو تبدیل کرادیا گیا، لیکن علمائے کرام اور مسلمانان پاکستان کی جدوجہد کے نتیجے میں انہیں اپنی اس کوشش میں بھی ناکامی کا منہ دیکھنا پڑے گا۔

بقیہ — ایمان واخلاق

خودغرض ومفاد پرست بن کر نکلتا ہے پھر انسانیت و ہمدردی کہاں سے آئے؟

اسی طرح سے وسائل نشرواشاعت، ذرائع ابلاغ میں اخلاقی تربیت کے پہلو کو نمایاں کیا جائے، ایسی چیزیں پیش کی جائیں جن سے ہمدردی، حسن اخلاق اور دوسروں کے لئے اپنی خدمات پیش کرنے کا جذبہ ابھرتا ہو، ایسے پروگرام جن سے اخلاقی انارکی پیدا ہوتی ہے، لوٹ مار اور دہشت گردی کا ذہن بنتا ہے، ختم کردیے جائیں، یہ کتنی بڑی نادانی ہے کہ تفریح کے نام پر وہ پروگرام پیش کیے جائیں جو سراسر تخریب کا کام انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح لوگوں میں یہ شعور بیدار کیا جائے کہ ہمارے کیے کا پورا ریکارڈ ہمارے خالق ومالک کے سامنے پیش ہوگا اور غلط کاموں کی جواب دہی کرنی پڑے گی:

"تو جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔"

(القرآن)

☆☆.........☆☆

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

قادیانی

ہمارے نوجوانوں کو ورغلا
کر مُرتد بنا رہے ہیں
اس مقصد کے لئے
وہ کروڑوں روپے پانی کی طرح بہا رہے ہیں

ختم نبوۃ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی بھرپور نمائندگی کرتا ہے اور مجلس کے پیغام کو دنیا کے کونے کونے میں پہنچاتا ہے، جس میں سیرت رسول آخرین، سیرت الصحابہؓ، دینی و اصلاحی مضامین شائع کیے جاتے ہیں مرزائیت کا بھی جدید انداز میں تجزیہ کیا جاتا ہے

یہ ہفت روزہ امریکہ، برطانیہ، اسپین ماریشس، جنوبی افریقہ، سعودی عرب نائیجیریا، قطر، بنگلہ دیش، آسٹریلیا اور دنیا کے کئی دیگر ملکوں میں جاتا ہے۔

تعاون کا ہاتھ بڑھائیے

خریدار بنیئے — بنائیے

اشتہارات دیجئے

مالی امداد فراہم کیجئے

جب آپ حق پر ہیں تو

آپ نے ناموسِ رسالت مآب ﷺ اور عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے کیا انتظام کیا؟
کیا یہ آپ کی ذمہ داری نہیں کہ قادیانیوں کی خطرناک سرگرمیوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں؟
اگر ہے تو آج ہی ملّت اسلامیہ کے بین الاقوامی ہفت روزہ

ہفت روزہ ختم نبوۃ

کا مطالعہ کیجئے

خوبصورت ٹائیٹل
کمپیوٹر کتابت
عمدہ طباعت

ہر جمعہ کو پابندی سے شائع ہوتا ہے

اِنشاءاللہ اِس میں دُنیا و آخرت کا فائدہ ہے